Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries
and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16 E 14

گویا در پردہ دعوی وکالت دعوی نبوت مثل مسیلمہ کذاب کی پایا جاتا ہی اس صورت مین شارع کا کچھہ اور طرح پر حکم ہے
اسکے جواب مین اوس مدعی وکالت نی مبہوت ہوکر یہہ جواب دیا کہ مجھکو اس پردہ مین تمسے کچھہ زرکشی نہین منظور
ہی کہ اسقدر زر فلان فلان سے بطور چندی کے بابتہ مصارف قائم کرنے مطبع رد النصاری کے لی چکا ہون مگر چونکہ
ناخواندہ فقط اردو کا حرف شناس ہون اسواسطے تمسے مدد کتابی چاہتا ہون کہ حجت و دلائل کتابی سے پادریان
نصاری کے اقوال کو باطل کرکے ایک کتاب اردو عام فہم مرتب کرکے چھاپ دون تاکہ ہر کوچہ و بازار مین یہہ جو
عوام بازاریون کو پادری لوگ بہکاتی ہین اونکا اغوا پیش نہ جاسکے غرضکہ اسی حیلہ و فریب سی یہہ کتاب اسرار کربلا
اردو اس نظر سے مولف نی اوسکو دی کہ اسمین بمزید احتیاط انکار اور اعتراضات منکرین کو در پردہ تحیرات بیان کرکے
جوابات بہی بطور دفع تحیرات کی لکھی ہین کہ سمجھنے والی خوب سمجھتے ہین اوسی مدعی وکالت نی جب کوئی مقام گرفت اور
الزام دہی کا نہ پایا اونہین تحیرات کو انکار شہادت کا الزام نسبت مولف کتاب کے قرار دیکر کوچہ و بازار مین جابجا
بکنا شروع کردیا کہ فلان کس شہادت کا قائل نہین اسی سبب سے عوام کے جو منہ مین آیا بکنے لگے اور بعض خواص
منصف نے متعجبانہ مولف سے تحریرًا اور زبانًا اور تقریرًا کہا اور بعض نے مطبع سے اسرار کربلا طلب کی ملاحظہ
کیا اور مولف نے اکثر استفسار کرنیوالون کے جواب مین ایک نسخہ رسالہ کا بلاقیمت دیدیا یہان تک کہ تمام
کلکتہ تک برای رفع استعجاب احباب تا ملاحظہ حضرت سلطان عالم باقی قدس سرہ وغفر نصرہ یہہ رسالہ پہنچا اور کمال
استحسان اور تمتعات مولف کا ہوا بقول مشہور کہ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ✲ یہان تک کہ اس
حیلہ سے اسکا ذکر دور دور تک پہنچا کہ مایۂ شغف اور طلب اور خریداری عالمیان
کا ہوکر باعث منافع مطبع اور مایۂ استحسان مولف کا سبب
انطباع بار سوم کا ہوا ہے واللہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون
تمام شد

INDIAN INSTITUTE

اور جو کچھہ مسلمین ضعیف الاسلام کے دلون مین بسبب لاعلمی کے اونکے اعتراضات ابلہ فریب سے احتمالات شبہات
اور تبدیل مذہب کی قوی تر تہی اونکو آیات قرانی سی دفع کرکے ہدایت قوی کی ہے اور بسبیل سخن اصل اسرار کربلا
کے مضامین کی بہی اوسمین تقویت کی ہی کہ نعم البدل مولود شریف کی بہی متفق علیہ فریقین ہے اوس کتاب
کے دیکہنے سے مرتبہ قبولیت اور مقام مولف کا معلوم ہوتا ہے کہ بدون تائیدات تلقای وہبی الہی کی اسطرحکے
مضامین اور طرز بیان نظم ونثر کا رہ ہر بشر سی نہین ہوسکتا کہ ابتک ایسے مضامین تازہ بیچ بیان حقیقت اور ماہیت
شان محمدی کی کبہی کسی کتاب مین نہین دیکہی گئے لہذا اس مرتبہ کی آدمی کی طرف سے عقلای مہذب محتاط
کو بدگمان ہونا نہ چاہیے پس یہہ سب صورتین قبولیت کتاب ورمؤید من اللہ ہونی کی جو ظاہر اور باہر ہین بیان
کی گئین اور بعض اعتراضات عالمانہ بجانب مولف کتاب کے اسطرح پر تہی کہ صدہا تفسیرین مفسرین کاملین سابقین
کی بتشرح وبسط اور توضیح تمام موجود ہین کہین کسی مفسر نے اس معرکہ کربلا کی خبرین اور شان نزول ان آیات
کا بیچ بیان حال اس معرکہ کربلا کی نشان نہین دی ہی یہہ مولف اسرار کربلا کا معاذ اللہ اپنی طرف سے آیات کلام اللہ
مین معانی پہناتا ہی گویا معاذ اللہ خدا پر افترا کرتا ہی لہذا بحکم فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا سزاوار سزا
کا ہے فقط پس جو کہ یہہ اعتراض بادی النظر مین بجا اور معقول عالمانہ معلوم ہوتی تہی لہذا اہل مطبع ذی تمیز بطور
دفع دخل کے بروقت طبع ثانی صفحات اول وآخر رسالہ مین اسکا جواب معقول اور موجہ چہاپ دیا تہا کہ اسمین بہی
اوسکی نقل بجنسہ صفحات اول وآخر مین موجود ہی جب بعد ہشت سال پس از انطباع ثانی مولف اس رسالہ کو بجلدوی
حسن تالیف کسی کتاب اردو کی سرکار قدرشناس گورنمنٹ مغربی شمالی سے صلہ گران بہا مع زر نقد معندبہ تحریر
مضامین کمال عزت افزائی دربار عام مین مرحمت ہوا یہہ دیکہہ کر کسی جاہل ناخواندہ بازاری نے بہی دعوی وکالت
نبی آخر الزمان کا کرکے کچہہ مہملات چند کی قافیہ تنگ ملا کر کاغذ سیاہ کیا کہ ۹ انچہ مردم میفہمند بوزینہ ہم ہا! اوسکو جو
مولف اسرار کربلا نی سمجہایا کہ تمکو اگر اس پردہ مین زر کشی حمقای زمانہ سے منظور ہے پس بہیکہ مانگنے کی اور بہی
اور بہی صورتین ہین باری حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا وکالت کا کرنا کب روا ہے اوس خطاب کا کون مقدمہ
کس محکمہ عدالتمین دائر ہے جو تم ایسے جاہل ناخواندہ کی وکالت کی حاجت ہوئی اور اگر معاذ اللہ تم اپنی پیشر
مختار عام کے سمجہتے ہو تو گویا وکیل مطلق کا سب قول وفعل بعینہ قول وفعل موکل کا عقیدہ کرنا لازم آتا ہی اسصورتمین

مقدس کو معاذ اللہ منکر شہادت کا قرار دیوے یا نہایت قاضی اپنے خطائے فہم کو نہ دیکھے اور مولف پر الزام دیوے کہ مولف معاذ اللہ یزید اور سب اشقیاے کربلا کو گناہ سے اور لعنت سے بری کرتا ہی اور سب فعل خدا کے ٹھیراتا ہے پس ایسا جاہل معکوس فہم لائق جواب و خطاب و التفات کی کب ہو سکتا ہے مگر عقلاے محتاط کو چاہئی کہ فقط بسماعت اقوال جہلاے کج فہم بازاری کی ایسے مصنف کیطرف سے بدگمان نہو وین کہ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ آیا ہی اور ایسا ظن فاسد کبھی مفید یقین کا نہین ہو سکتا ہی کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا خدا نی فرمایا ہے خصوصاً مومنین کے نسبت ظَنُّوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ خَیۡرًا وارد ہی کہ اگر کوئی امر لغو بھی ہو تو او سپر تکریم گذر کرنا چاہئے کہ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا آیا ہے چہ جا کہ بدگمان ہو کر گنہگار ہونا خصوصاً ایسی وقت مین بمقابلہ منکرین سب فریق محمدی ہفتاد و سہ فرقہ علی الخصوص فریقین امامیہ اور حنفیہ کو باہم گر اصلاح اور موافقت چاہئے کہ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ آیا ہے ہان جو کچھ مضامین جوابات اعتراضات منکرین عقلی اور نقلی در پردہ دفع تحیرات آیات منصوصہ کلام اللہ سے مولف نی موجہ اور مستند لکھے ہین اونمین اگر کچھ جرح یا سقم یا ضعف یا ایراد ہو تو برادران مومن کو چاہئی کہ اپنے برادر مومن کے بمقابلہ منکرین کی تقویت اور مدد اعدا تائید کرین کہ اہل طمع اسکو بھی چھاپ لگتی ہین نہ کہ اپنی برادر مومن کی تکفیر اور تحقیر اور تعریض بمقابلہ منکرین غیبت مین کر کے مصداق کَاَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا ہو کر گنہگار ہون چنانچہ اسی مضامین اسرار کربلا کی تائید و تقویت مین ایک کتاب اور بنام اسرار النبوت تالیف اسی مولف کی ہی مطبع مین چھپ کر وقف عام ہو چکی ہی اب پھر بار دیگر بنظر کثرت خواہش خریداروں کے معرض طبع میں ہے جسطرح بمزید احتیاط اس کتاب اسرار کربلا مین انکار ہاے منکرین کو در پردہ تحیرات بیان کر کے جوابات اوسکے بمزید احتیاط بلفظ رفع تحیرات بیان کئی ہین اوسی طرح اوس کتاب اسرار نبوت مین بھی پردہ وجوہ سبب تالیف کتاب کے جوابات اعتراضات اور انکارہاے منکرین کے نہایت موجہ اور منصوص اور مستند آیات قرانی سے بدلائل عقلی اور نقلی بیان کئے ہین اور ہمین بڑے بڑے اعتراضات قویہ منکرین کو در پردہ بیان وجوہ تالیف کتاب بدلائل عقلی اور نقلی باستناد آیات قرانی رد کیا ہے جو کہ منکر نبوت کا ہے قران کا بھی منکر ہے کہ کلام خدا نہین جانتا بلکہ معاذ اللہ تصنیف محمد صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے ایسا شخص کہ جو آیات قرانی کو بھی نہین تسلیم کرتا ہے اوسکو جوابات و دلائل عقلی سے بند کیا ہے

گم ہونی چاہ پرآب کے حضرت امام علیہ السلام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا تہا پس اسصورت اور اس عقیدہ سے سب فعل
خدا کا ٹھہرتا ہے اور یزید اور شیطان کیا بلکہ سب اشقیا اور کفار اور ملاعین منصوصہ بھی بیگناہ ہوکر بچے جاتے تہے اور سب
ثواب عقاب بہشت و دوزخ کا باطل اور لغو ٹھہرتا ہے پس یہان کمال حضرت مولانا مولف سلمہ اللہ نے یہہ کیا ہے کہ اس
عقدۂ دشوار فہم مالاینحل کو حل کردیا ہے اور اسی عقیدہ مشکلہ کی راہ سے ملعون اور معذب دائمی اور خلود فی النار
سب ملاعین اشقیا خصوصًا یزید ملعون اور اشقیای کربلا کا احکام منصوصہ اوسی فاعل حقیقی سے ثابت کردیا ہے خصوصًا
وجہ اور مصلحت الہی جو گم گردنیے چاہ پرآب اور روک دنیے اسباب کربلا مین اور پہر ظاہر کردینا یہہ فعل اپنا بدون جلینے عالم
اسباب کے اسمین جو مصلحت اور حکمت الہی اور جو بیان مستتر تہین اونکو حضرت مولف نے اس لطف و خوبی سے بیان
کیا ہے کہ دل پر اثر ہوتا ہے اور طبیعت قبول اور وجد کرتی ہے ایسے اسرار حکمت ہای الہی بدون قبولیت الطاف ہای
الہی کے کمتر کسیکو معلوم ہوسکتے ہین کہ اسی قبولیت کی تاثیر سے طبائع صاحبدلان ارباب معنی کی محو عقیدت غائبانہ
مولف کتاب کی ہین کہ جب مرتبۂ اول یہہ رسالہ اسرار کربلا چہپا تہا قریب سات سو خطوط منازل دور و دراز سے
بہ اظہار عقیدت اور تمنا بدرخواست طلب اس کتاب کے آئی تہے کہ دوسرے مرتبہ چہاپنا ناگزیر ہوا بار دوم چہپکر جسقدر مشہور
ہوتا گیا اشتیاق مومنین محبان اہلبیت کا بڑہتا گیا کہ پہر اوسیقدر خطوط متواتر بہ تمنائے طلب اور بکمال تعطش مطبع مین آئے
کہ بار سوم نوبت طبع کی پہنوچی جیسا کہ پیشتر مرقوم ہوچکا ہے پس ایسی کتاب مسلم الثبوت موجہ اور مدلل منصوص مستند
آیات قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد عقیدت اور تمنا بجان و دل تسلیم اور خواہش کرکے اسقدر خریداری
کرین کہ تین مرتبہ چہپنے کی نوبت پہنوچی اسکو اگر عوام جاہل ناخواندہ نہ سمجہین معذور ہین پس اپنی نافہمی سے اگر مولف
کو الزام دیوین یا معاذ اللہ منکر شہادت کبری کا بہتان کرین پس انصاف درکار ہے کہ یہہ سانحہ کربلا سنہ ۶۱ ہجری
مین واقع ہوا اوسوقت سے تا حالت تحریر کہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری ہین بارہ سو اکسٹھہ برس تمام ہوتی ہین اسی بیان حال حالات
معرکہ کربلا مین صدہا تصانیف نظم و نثر اور لکوکہا مرثیہ سلام ترجیع بند لوگ لکہتے چلے آئے ہین مگر اسطرح سے از روی
آیات قرآنی موجہ اور منصوص اور مستند کمتر کسی نے اسمضمون کو لکہا ہے پس ایسے کتاب مسلم الثبوت مستند آیات
قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد تمنا منازل دور و دراز سے اس شغف سے خریداری فرماوین کہ تین مرتبہ
نوبت چہپنے تعداد کثیر کی پہنوچی ایسے مضامین دقیق عالیہ کو اگر کوئی جاہل عامی نہ سمجہی یا نہ دلنشین سمجہے کہ ایسی مولف

ومنہا اِرَادَةُ اللّٰهِ غَالِبٌ عَلٰی اِرَادَةِ النَّاسِ ط ومنہا مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ومنہا اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ط ومنہا
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ پس یہہ سب اقوال ومن عامل حقیقی کی ہین اسکا کوئی مناقض اور ناسخ نہین اور یہی
سب عقائد اور اقوال کاملین خواص کی ہین جیسا کہ بالاجمال بالا مذکور ہی طرفہ تر یہہ کہ یہہ تو سب اقوال اور عقائد ہین
کہ جسمین لوگ طرح طرح کی تاویلات اور گفتگو کر کے مذاہب مختلف ہو گئی ہین جیسا کہ کار افتادہ کہہ گیا ہی کہ مصراع
ہفتاد و سہ فرقہ در رہش می پویند ✤ در کعبہ و دیر ہمہ بجا میجویند ✤ سر رشتہ حق بدست یک طائفہ ایست
باقی بتکلف سخنی می گویند ✤ اور حدیث شریف بھی اسی مضمون خاص کی موئد ہی کہ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى
ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدًا پس اس لفظ اِلَّا وَاحِدًا سے سوا اور دیشان کامل خدا بینہ
کے اور کون مراد ہو سکتا ہی اور اونہین کاملین خواص کی وہ عقائد اور اقوال ہین جو بالا مرقوم ہین اور انہین عقائد
اور اقوال کی تقویتین آیات قرانی سے بالا مرقوم ہو چکی ہین فضلاً عملیہ کہ قران مین فقط اقوال متواتر اوس فاعل مختار
کے ہین اور اس معرکہ کربلا مین کردار ہین کہ قرار واقعی آنکھون سی دکھا دیا اور بواقعی جتا دیا اور بدون حیلۂ عالم اسباب
کے کھول دیا کہ یہہ سب ہم کرتی ہین اور ہماری یہہ سب فعل ہین یعنی صحن خیمگاہ کربلا مین جو چاہ پر آب کندہ کیا تھا
اور سب ہمراہیان امام علیہ السلام غرہ محرم سی تا شب ہشتم اوسی آب چاہ سی سیراب ہی وہ چشمہ خود بخود شب ہشتم محرم
سے خشک نہوا بلکہ غائب ہو گیا کہ خشک ہونی سی خاص فعل الہی پر نظر نہوتی بلکہ حیلۂ اسباب ظاہر کا بسبب اخراج آب کے
احتمال ہوتا پھر اسیطرح دو مرتبہ اسپ ذوالجناح کربلا علیہ السلام کا باوجود رواروی تمام شب کے اوسی جگہہ خاص قتلگاہ پر ٹھہرا
ہو جانا یہہ بھی سوائے فعل خاص خدا کے عالم اسباب کا کون حیلہ ظاہر تھا یہہ گویا کھلا ہوا اللہ کا آگاہ کر دینا ہوا کہ خبردار
باش مقام موعود ہمین است پس اسجگہہ بدون حیلۂ عالم اسباب کے اللہ نے جو اپنا فعل خاص ظاہر کر دیا اور پردہ عالم اسباب
کا اوٹھا دیا اسمین جو مصلحت الٰہی ظاہر ہوئی ملاحظہ کتاب سے معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ مرثیہ جامع مین لکھا ہی کہ
پہچان اوسجگہہ کو نشان خیام سے ✤ فوراً اوتر پڑے وہین شہ خوشخرام سے ✤ بولی نہین مفر ہی ہمین اس مقام سے
تھے سن چکے امیر علیہ السلام سے ✤ در کربلا چو بازشہ کربلا رسید ✤ آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید ✤ اس سے
یہہ بھی پایا گیا کہ حضرت امام علیہ السلام ہمشیرہ امیر علیہ السلام سی یہہ سب خبر مشیت الٰہی کی سن چکے تھے چنانچہ قبل

تکمیل مظلومیت کیواسطی ظلام اشقیا کا بھی ہونا مسلم ٹھہرا کہ وقوع مظلومیت کیواسطے ظالم کا ہونا بھی ناگزیر ہے
پس حسب فاعل مطلق نی اوس برگزیدۂ مقبول ازلی پر سب مراتب سعادت ابدی کی ختم کئی اوسی فاعل کل نے اوسکے
مقابل مین سب مراتب شقاوت کو طرف مقابل پر ختم کیا یہی معاملہ شیطان کا حضرت آدمؑ کی ساتھہ سمجھہ لینا چاہئے
پس جیسا کہ بحکم یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ شیطان پر لعنت کہنی کیواسطے احکام منصوصہ بالاتفاق ہین اسطرح یزید
ملعون اور سب اشقیای کربلا پر بھی لعنت کرنیکا سب انسان اور ملائک کو اوسی حاکم حقیقی فاعل مطلق کا حکم ہے
اور آپ بھی لعنت کرتا ہے جیسا کہ بتوضیح و تصریح تمام اس رسالہ مین بجا خود لکھہ دیا ہی لہذا موافق ہر فریق
اور ہر مذہب کے یزید اور سب اشقیای کربلا ظالم اور ملعون ابدی کھلے ہوی ہین اوسکو مولف کتاب نے زیادہ تر
قوت دی ہے کہ نص قطعی آیات قرانی سے بھی لعنت ابدی خدا اور تمام نوع بشر اور ملائک کی بصراحت و بہ
تخصیص تمام لکھدی ہی اب یہان کوئی بندہ یہہ نہین کہہ سکتا ہی کہ شیطان اور یزید کو کیون مردود اور ملعون ابدی
کیا اور آدم اور امام علیہما السلام کو کیون مقبول ابدی کیا کہ سب افعال خیر و شر اوسی خدا کی ہین اسکا جواب بھی سمجھنا
چاہئی کہ یہہ بھی سب فعال اوسی خدا کی ہین کہ ؎ یکی را بسر برنہد تاج بخت ٭ یکی را بخاک اندر آرد ز تخت ٭ شیطان کو
باہمہ طاعات و عبادات مردود ابدی کیا اور آدمؑ اور بنی آدم کو باہمہ طغیان معاصی مقبول اور برگزیدہ فرمایا بخلاف
اسکے اس معرکہ کربلا کے ثواب عقاب مین تو یہہ بھی مقام کلام کا نہین ہو سکتا ہی کہ طرفین کو موافق اعمال کے جزا اور سزا
بجا خود ہے فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ فریق ہمہ اوست اور ہمہ از اوست
جو تمام مخلوقات جن و انس و ملائک کو قطعاً مجبور بحت عقیدہ کرتی ہین انہین بڑے بڑے لوگ منتہی اور کاملین گذرگئی ہین کہ جنکے
اس طرحکے اقوال اور عقائد ہین کہ ؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ٭ خود کوزہ فروش است ٭ خود بر سر آن کوزہ
برآمد ار برآمد ٭ بشکست و روان شد ٭ سعدی علیہ الرحمہ جو کار افتادہ مسلم الثبوت بالاتفاق ہی وہ اپنا قول اور عقیدہ
یہہ فرماتا ہین کہ ؎ نزد من از شرک پوشیدہ است ٭ کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست ٭ اگر عز و جاہ است و ور ذل و قید ٭
من از حق شناسم نہ از عمرو زید ٭ اب اسی قول اور عقیدہ کو ہزار طرحکی توثیق کلام الہی سے ملاحظہ فرمانا چاہئی ومنہا
قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ومنہا لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط ومنہا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ
ومنہا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ومنہا مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ❊ وگر خاموش بنشینم گناہ است ❊ پس ای عزیز معلوم کرنا چاہئے کہ ؎ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است ❊ سخن شناس نۂ جان من خطا اینجا ست ❊ آپ ایسا ظن فاسد نکیم دونون کیطرف سے دلون سے نکال ڈالنا چاہئے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا آیا ہی لہذا جوابات اون سب شبہات کے کہ مضامین اسی کتاب مقدس سی استخراج کئے ہین ہر مذہب ور ہر طریق کی طرح پر سمجھہ لینا چاہئی جواب ہر شبہہ اور تحیر کا موافق ہر فریق اور مذہب کے ملاحظہ ہو پس وہ مذہب جسمین بندی کو فاعل مختار سمجھتے ہین وہان کچھہ اشکال نہین کہ کھلا کھلی یزید اور شیطان اور سب اشقیای کربلا ملعون ابدی ہین محتاج دلیل او حجت کے نہین عیان را چہ بیان اور وہ مذہب جسمین اللہ کو خالق افعال خیر و شر کا قرار دیتی ہین اور بندہ کو کاسب لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ وہان جب اکتساب بندہ کا عقیدہ ہوا تبی شبہہ بحکم عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یزید اور شیطان و راشقیا کا ملعون ہونا مسلم ٹہرا یہی مذہب مطابق کتاب کا بہی معلوم ہوتا ہی باقی رہا وہ مذہب جبریہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست جو بندہ کو قطعاً مجبور محض سمجھتی ہین سب وہی کا فعل عقیدہ کرتی ہین کہ ؎ اگر عز و جاہ است و رذل و قید ❊ من از حق شناسم نہ از عمر و زید ❊ یہان البتہ متکلمین نا واقفون کو ہمیشہ سے گفتگو ہای دور دراز ہین کہ اوسکے بیان ہین دفترہا لبریز ہین اور ابتک اختلافات باقی ہین اسکی شرح کہان تک بیان کیجای کہ محتاج بیان نہین مگر اس مقام خاص ما نحن فیہ مین مولف سلمہ اللہ نی ٹرا کمال یہی کیا ہی کہ اسکا بہی جواب عاقل پسند ایسا لکہدیا ہے کہ اہل مطبع کا بہی شبہہ رفع ہو گیا اور بلکہ باعث قوی تر واسطی چنانچہ اس رسالہ مقدسہ کی یہی سمجھنا چاہئی کہ مولف نی اون دونون جوابات مذکورۂ اول کیطرف چندان التفات بہی نہین کیا ہے کہ ظاہر تر ہین اون دونون عقیدون کی موافق بی تکلف شیطان اور یزید اور سب اشقیای کربلا ملعون قطعی ہین مگر اسی عقیدہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست مین کلام ہے کہ وہ بحکم كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سب منجانب اللہ سمجھتے ہین اور انسان کو مجبور قرار دیتی ہین لہذا حضرت مولف نے اسی جواب خاص کو کہ بظاہر مشکل تر تہا واضح تر لکہدیا ہے یعنی جب سکا فاعل مطلق اوسی فاعل حقیقی کو عقیدہ کیا کہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ پس اوس فاعل مختار نے ایک کو مقبول ازلی کیا اوسکے ظہور عالم اسباب کیواسطی سب مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اوسپر ختم کرنا مسلم ہوا پس ظہور صبر و شکر اور رضا و تسلیم کیواسطی سب طرحکی مصیبتین اور امتحانات بہی اوسپر مسلم ٹہری اور اوسکے مقابلہ مین

اس سے زیادہ تر صورتین قبولیت اس کتاب مقبول کی کیا ہو سکتی ہین کہ ہر مضمون کی مدد اسد کی طرف سے ہی وہان مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کی مدد بوسیلہ خواب رویاے صادقہ سے تہی اور یہان اوسکے مقابلہ مین عالم بیداری مین شعر دوہی مرقومہ سر صفحہ ۱۲ اوسی توارد مضمون مین بمضمون جداگانہ حصہ خاص مولف کا بتلقاے الہی سمجہنا چاہیے کہ ایسا مضمون باختیار بشری نہین ہو سکتا ہے فضلا علمیہ کہ یہہ سب تائیدات آیات بنیات قرانی سے اوسپہ مزید ہے ہٰذا مِن فضلِ ربّی اب ایک شبہہ بڑا باختلاف عقاید مذہبی بکمال مایہ تحیر کا یہہ باقی رہا تہا کہ اگر بمفاد اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور بحکم يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ خالق فعال عباد کا اور فاعل مختار خدا کو سمجہتے ہو پہر یزید اور شمر اور شیطان پر کیون لعنت کرتے ہو کہ فاعل اسکا وہی فاعل حقیقی ہے مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ بدون حکم اوسکے ذرہ بہی جنبش نہین کر سکتا ہے کہ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ پس مولف کتاب کا اسی مضمون کو آیات واحادیث اور دلائل عقلی ونقلی ہر طرح کی قوتین دے رہا ہے کہ اللہ تعالی پیشتر سے بقید تمام مصائب قبل الوقوع اپنے حبیب کو خبر دے چکا ہے کہ یہہ یہہ واقعات کربلا مین واقع ہونگے یہان تک کہ چشمہ چاہ عین درمیان خیمہ کربلا کا تاریخ ہشتم محرم مین خود بخود خشک نہین بلکہ غائب ہو گیا اور استشاہ کربلا کا بہی باوجود رواروی تمام شب کے پہر اوسی خاص معرکہ قتلگاہ کربلا مین ٹہرا ہو گیا کہ مولف لکہتا ہے ؎ ہر گہ گروہ چند زکوفہ بماند راہ ٭ درعین راہ خود بخود استاد استشاہ ٭ اور پہر جب بعید رواروی تمام شب کے استشاہ کا تہم گیا یہان مولف لکہتا ہے کہ ؎ ناگاہ باز مرکب حضرت بایستاد ٭ گویا پیام مرگ خدا لش فرستاد ٭ پہر یہہ سب فعل خاص خدا کا نمایان اور ظاہر بدون حیلۂ عالم اسباب کہ مولف کتاب کا موجہ اور مدلل بیان کرتا ہے گویا یزید کو کیا بلکہ شیطان کو بہی مولف نے بری اور مجبور ٹہرا کر سب الزامات معاذ اللہ خدا کے نسبت ٹہراتا ہے پس جہلا نافہم ناخواندہ کم استعداد فقط ایک ہی مضمون بکیطرفی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو دیکہہ کر اوسکے آگے لفظ اَنْتُمْ سُكَارٰى جوابات موجہ کو نہین دیکہتے فقط یہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو دیکہہ کرکے جو منہہ مین آتا ہے بکنے لگتے ہین سو اس مضمون تنہا پیش ناضی کو سنکر بعض خواص بہی تمام کتاب کو کمتر دیکہتے ہین اور کیا عجب کہ یہی مضامین بجا میانہ مولف کیطرف سے سمجہہ کر اپنے دلون مین بہی بدعقیدہ ہوتی ہون پس اسواسطے بنا بر رفع سوء ظنی ناواقفون کے اہل مطبع کو اسکا چہاپنا زیادہ تر ضرور ہوا کہ ارباب واقف وعیان اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مین نہ مبتلا ہون ؎

کہ بار چہارم چھاپنا پڑی اور دوسری وجہ قبولیت کی اس سی بہی غالب تر اور نمایان تر یہہ ہی کہ جسطرح شب قدر اور مصحف عزیز اور وجود انبیا علیہم السلام کا سب سلین اور مومنین اور اہل کتاب و اہل امت کی واسطی ہر گونہ مایۂ رحمت اور ہدایت اور راحت اور مباہات کا ہے اور کافرون اور منکرون اور شیاطین اور لا امتی کی واسطے مایۂ خسران اور خذلان اور حسرت اور کفران کا ہے اسی طرح اس کتاب معظم کا بہی حال دیکھا جاتا ہی کہ بسبب کمال قبولیت دلہا مومنین کے مایۂ حسد اور اعتراض اور انکار اور اعراض منکرین شیاطین کا ہی کہ آفتاب جسقدر روشن تر او سیقدر دیدہ ہای خفاش پر شاق تر پس یہہ تو صورتین قبولیت اس کتاب مقدس مقبول کی ملاحظہ ہون کہ ظاہر و باہر ہین فضلاً علیہ کہ تائیدات الہی اور مدد ہای غیبی جو مولف کتاب کو ہر موقع اور ہر مقام مین بجوابات منکرین اور دفع تحیرات متحیرین لا یعلم کی مناسب ہر موقع اور مقام کی آیات قرآنی سے پہنوچی ہین ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انکار کے جواب مین ایک آیہ قرآنی مدد کو موجود ہے کہ اوس سے دفع تحیرات مومنین لا یعلم کا بہی بخوبی ہو سکتا ہی گویا خدا جواب دی رہا ہی یہہ امداد قرآنی ہر جگہہ اور ہر مقام پر حسب موقع مناسب ہر مقام کے برمحل سوای تائید خاص الہی کے کب ہو سکتی ہی اس سے زیادہ تر دلیل کمال قبولیت کی کیا ہو سکتی ہی پس خبر مضمون شہادت شہدای بدر کی یہہ اللہ دیتا ہی کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ الی آخرہ پس یہہ تو خبر شہادت شہدای بدر کی بصیغہ جمع ماضی بلفظ قُتِلُوْا خبر بعد الوقوع بعد قتل کے ہی اب اس سے جدا اور تخصیص خاص کی ساتہہ خبر شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام کی ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی خبر آئندہ قبل الوقوع کی بصیغہ واحد مضارع مستقبل بلفظ مَنْ يُّقْتَلُ فرماتا ہے یعنی جو شخص آئندہ کو قتل کیا جاگا اوسکو اموات نہ کہو بلکہ زندہ ہی ولیکن تم لوگ نہین سمجہتے ہو جیسا کہ فرماتا ہی لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ کما پس اب اندکی دیدۂ دل سے ملاحظہ درکار ہے کہ یہہ خبر شہادت آئندہ کی سوای اس شہید مظلوم علیہ السلام کے کہان صادق آتی ہے اسکے سوا تخصیص اس شہادت کبری کی عین شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب قبل و بعد لفظ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ سے کس صراحت اور بلاغت کی آیۃ قرآنی سی ثابت ہوتی ہی کہ جسکی شرح اس رسالہ مین بجای خود مرقوم ہے یہہ مضمون خاص محض حصہ اسی مولف کا سمجہنا چاہئی کہ کمتر یہہ رمز نکتہ باریک کسی مفسر کو سوجہا ہی پس اسی کو محض تائید غیبی من جانب اللہ کہتے ہین

گلست سعدی وور چشم دشمنان خار است ۞ ایسے آفتاب ہدایت پر خاک ڈالنی سے اپنی ہی آنکھون مین خاک پڑتی ہے
کہ ع نور عالم فروز چشمہ ہور ۞ خوش نہ آید بچشم موشک کور ۞ اب اصل **حکایت صورت قبولیت اس
کتاب محسود منکرین کی بیان ہوتی ہے** کہ مولف اسرار کربلا نی بہی اولاً بتوثیق تمام اثبات شہادت
کا آیات قرآنی سی کرکے بعدہٗ تمام مضامین اور آثار غم والم کی بطور براعت استہلال کی بطرز شاعرانہ کلام اللہ سی ظاہر
کرکے اور تمام سب کائنات عالم غیب و شہادت پر علامات غم والم کے ثابت کرکے زور شاعری اور آمد مضامین مین قریب
بارگاہ کبریا جل شانہ و تعالی کبریاوہ علوا کبیرا تک نوبت پہنچائی ہے یہان پہنچکر مثل مولانا محتشم کی قلم دست دلسے
کیا گرا بلکہ دل گر پڑا ہے اور اس شعر پر آکر خامہ دل رک گیا ہی کہ ع غم حسین چو در ہر دو عالم است تمام ۞ بری بود
فقط از غم اگرچہ ذات قدیم ۞ یہان بہی وہی لفظ اگرچہ مثل مولانا ہی محتشم کی آئی ہی اس شرط کی جزا یہہ تقاضا
کرتی ہی کہ معاذ اللہ ذات قدیم کی نسبت بہی غم ثابت کرنا چاہئی یہہ کسطرح ہوسکتا ہی کہ محال و غیر ممکن ہے پس مقام
مین جو ایک مضمون خاص تہا وہ مولانا محتشم کی حصہ مین پیشگاہ جناب ولایت مآب علیہ السلام سی عنایت ہو چکا پس اگر وہی
مضمون محتشم کا یہان بہی لایا جاوی تو سرقہ یا استعارہ یا توارد سی خالی نہین یہہ تینون باتین معیوب و ممنوع ہین اور
استعارہ مین کچہہ لطف نہین کہ ع در بگر بستن مضمون عالی لطف نیست ۞ رنگ کم وہد اگر کسی نبد و حنائی بستہ را
اور اوپر سی تمہید کلام سرایت غم والم مین مولانا محتشم سی کہین زیادہ تر ترقی کی ہی کہ ملاحظہ طرز بیان طرفین سے معلوم ہو سکتا ہے
اور ایسی نظم وہبی بلند مضامین عالیہ کی ترک بہی نہین ہو سکتی ہی کہ در حقیقت معجزہ کلام اللہ کا سمجہنا چاہئی لہذا اسجگہہ پر
ترددات اور تحیرات مولف اسرار کربلا کی مولانا محتشم سے کہین زیادہ بڑہ گئی کہ وہان تو تین ہی روز و شب تردد لکہا ہی اور یہان
تین مہینی تک مسودہ اول ناتمام مطبع مین پڑا رہا اور چہپنا ملتوی رہا کہ آخر کو اوسی بارگاہ ذوالجلال والاکرام سی مضمون
جداگانہ القا ہوا کہ بعد تتمیم قطعہ تمہید ماتم کے کہ آخر صفحہ شانزدہم اس کتاب مین تمام ہوا ہے وہ شعر وہبی سر صفحہ ۱۷ اسر سطر
اول مین لکہا ہی پس اوسکے ملاحظہ سی صاحبدلان رمز شناس نکتہ فہم و دقیقہ سنج کو صاف معلوم ہو جاتا ہی کہ یہہ مضمون عالی
مضمون محتشم سی جدا خاص اس تعداد مقام واحد مین کار بشر نہین بے شبہہ از جای دگر ہی من فہم فہیم پس اس سے
زیادہ تر صورت قبولیت کی کون ہو سکتی ہی اسی قبولیت کا سبب ہے کہ مقبول دلہای عالم و عالمیان ہی کہ اہل مطبع کو
اسکے چہاپنی اور ہجوم خریدارون سے مہلت نہین ملتی کہ تین مرتبہ بتعداد نہ ہزار نسخہ چہپ چکا ہے اور پہر غالب تر ہے

تمامتر آیات اور اخبار قران سے واضح تر بیان کیا ہے یہان تک کہ بہ تخصیص خاص نسبت تمام اشقیای کربلا کے
لعنت کرنا خدا کا اور تمام ملائک اور تمام بنی آدم کا اور کافر ہونا اون سب اشقیای کربلا کا تصریح تمام اور
تخصیص خاص اس آیت قرانی سے ثابت کیا ہے کَیْفَ یَہْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ
وَشَہِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِکَ
جَزَاۤؤُہُمْ اَنَّ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ
فِیْہَا لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ وَلَا ہُمْ یُنْظَرُوْنَ ملاحظہ ہو کہ یہہ مضمون خاص کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ
وَشَہِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ الی سوای اشقیای خاص کربلا کی کہان صادق آتا ہے
اور پہر ہرگز نہ قبول ہونا توبہ اون ملاعین اشقیای کربلا کی اس آیہ کریمہ سے واضح تر لکہی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ الخ پس اسطرح سے وجوب
اور ثبوت لعن یزید ملعون اور سب اشقیای کربلا پر کسی نے لکہا ہے اور اسطرح سے تکمیل اور ترجیح اس مرتبہ
شہادت خاص جناب سید الشہداء علیہ السلام کی آیات قرانی سے کسنے تطبیق دی ہے ن کی ہے اور پہر
اس شہادت کبری کو خاص شہادت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس صراحت اور ترتیب قبل و بعد آیہ کلام اللہ
سے کسنے نشان دی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ الخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دونو باتین فرماتا ہے
اول اَفَاِنْ مَّاتَ بعد اسکے اَوْ قُتِلَ یہان اندکی دیدہ دل سے نگاہ درکار ہے کہ اللہ کو دوہری بات خبر مشتبہ
نا واقفانہ بیان کرنیکی کیا وجہ کہ یا موت سے مریگا یا قتل ہوگا پس اس طرز بیان سے سوا اسکے اور کیا پایا جاتا ہے کہ
اول موت سے مریگا کما وقع بعد اسکے قتل ہوگا کما وقع علی سبطہ الشہید المظلوم فافہم وتدبر پس یہان نکتہ
باریک سمجہنا چاہئے کہ قتل ہونے سے مرنا نہین ثابت ہوتا ہے بلکہ حیات ابدی ثابت ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ
یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاۤءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ پس اسطرح سے اس شہادت جناب سید الشہداء کو عین شہادت
جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت کرتے ہین اگر کوئی جرح یا اعتراض کرے یا معاذ اللہ ایسے مثبت شہادت
کو منکر شہادت قرار دیکر لعن طعن کرنے لگے سوا اسکے کیا سمجہا جائیگا کہ ع ہنر بچشم حسودان بزرگتر عیب است ؎

جناب امیر علیہ السلام کی نظر آئی کہ مولانا لکھتے ہین کہ اوسی حالت مین مجھکو کسی نے پکڑکر کھڑا کردیا اور لوگ
ہمنشینان گرد وپیش سمجھے کہ شاید وظیفہ سے فارغ ہوکر نماز عشا کو کھڑا ہوا ہی پس اسی حالت مین مجھکو یہہ
معلوم ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای محتشم مرثیہ فرزند لخت جگر ما تمام کردی مین نے مدہوشانہ
وہے مصراع اول پڑہا کہ ؎ ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال ✤ کہ یکبارگی ایک عجیب عظمت
اور فصاحت اور خوش الحانی سے آواز دلکش آئی کہ ؎ او در دل است وہیچ دلی نیست بی ملال ✤ پس
مجھکو یہہ آواز خاص زبان مبارک جناب امیر علیہ السلام سے معلوم ہوئے اور اس مصرع کی سنتے ہوئے
چونک پڑا اور ہوش مین اگیا بلکہ جی اوٹھا مگر لوگ حاضرین وقت کہنے لگے کہ مصرع اول تمہارے زبان سے
ہم سب سنتے اور دیکھتے تھے بارے وہ مصرع ثانی اس خوش الحانی اور لطافت سے آواز دلکش کہنے پڑہا تہا
وہ کہان سے آواز آئی تھی مین نے پوچھا کہ کون مصرع ثانی تب سب لوگ حاضر الوقت بے تامل مصرع
ثانی بیان کرنے لگے کہ ؎ او در دل است وہیچ دلی نیست بی ملال ✤ تب مجھکو معلوم ہوا کہ ازکجاست
آخر ایک ساعت تو عجب وجد وحالت رہی کہ بیان نہین ہوسکتی تا اینکہ اوسی شب اور اوسی صحبت
مین بعد نماز عشا تمام بند تمام ہوئے کہ لوگون نے بطور ورد ووظائف کے خصوصًا روز عاشورہ اور اکثر
مجلس ہای ماتم امام علیہ السلام مین عبادۃً اپنی اپنی الحان اور وجد وحال مین اسکا پڑہنا التزام کیا فقط
الحق کمتر کوئی ایسی صحبت دیکھی کہ جہان یہہ بند محتشم پڑہا گیا ہو اور حاضرین صحبت پر اثر اور بیقراری اور گریہ و
زاری طاری نہوا ہو پس یہہ تو حال صاحب تذکرۃ الشعرا بیاض کلیات مولانا محتشم سے اپنے تذکرہ مین
لکھتا ہے اور تمام خاص وعام مین قبولیت بند محتشم اور ہفت بند کاشی اور واقعات مقتل کے مشہور ومعروف
ہے کہ محتاج بیان نہین اب یہان اس کتاب مقدس اسرار کربلا کی ذکر خیر مین اس قبولیت بند محتشم کے
بیان سے یہہ مراد ہے کہ بعینہ اسی مضمون اور اسی مقام خاص مین مولف اسرار کربلا کو توارد ہوا کہ اسطرح
مولف اسرار کربلا نے بہی مقام شاعری مین تمام سب زمین وآسمان لوح وقلم شمس وقمر نجوم و روح وملک
زندگان ومردگان تمام بنی آدم مین سرایت غم والم شہید کربلا امام علیہ السلام کی بلطف تمام ثابت کی ہے
جو کہ تمام سب حال شہادت کبری اور سب حال تفصیلے معرکہ کربلا کا علی الترتیب جسطرح کربلا مین گذرا ہے

اب صورت قبولیت اس کتاب کی بدیدۂ انصاف ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ابتدائے ذکر بیان اسکا سر صفحۂ اول مین ہے بسبب تنگی صفحۂ قرطاس کے ذکر تمام باقی اسکا اخیر کتاب پر بعد اتمام کتاب کے اوٹھہ رہا تھا لہذا محبان اہلبیت نبوت کو بدیدۂ دل ملاحظہ درکار ہے

پس اول سر صفحہ مین یہان تک بیان مرقوم ہے کہ مولانا محتشم علیہ الرحمۃ حسب ارشاد وہدایت رویاے صادقہ کے یہہ شعر خواب مین پڑہتے ہوے بیدار ہوئے کہ ؏ باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است باز این چہ نوحہ وچہ عزا وچہ ماتم است ؁ تا اینکہ اسی وزن وبحر مین چار بند کہی اور کہتے کہتے اس بند پنجم تک پہونچے کہ اوسکے اشعار مقبولہ یہہ ہین مرثیہ

چون خون ز حلق تشنۂ او بر زمین رسید　　جوش از زمین بذروۂ عرش برین رسید　　نزدیک شد کہ خانۂ ایمان شود خراب
از بس شکست ہا کہ بارکان دین رسید　　نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند　　طوفان بر آسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار چون بمزار نبی رساند　　گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید　　یکبار جامہ در خم گردون بہ نیل زد
چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید　　پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش　　از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار　　تا دامن جلال جہان آفرین رسید　　ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال

اب یہان حضرت مولانا محتشم علیہ الرحمۃ لکہتے ہین کہ قلم دست دل سے گر پڑا اور مضمون بہت بلند پڑہ گیا اگر اس تمام بند مضامین عالیہ کو نکال ڈالتے ہین تو نہین بنتا اور اگر قایم رکہتے ہین تو معاذ اللہ نسبت ملال کی اوس ذات ذوالجلال کے طرف کسطرح ہو سکتی ہے اور خبر لفظ گرچہ کی جو اول مصرع مین ہے دوسرے مصرع مین کسطرح نکل سکتی ہے پس مولانا علیہ الرحمۃ لکہتے ہین کہ تین روز وشب اسی فکر وتردد مین خواب وخور کیسی بلکہ زندگی تلخ ہوئی اور زیادہ تر تردد یہہ تہا کہ کسکی ارشاد ہدایت بنیاد سے یہہ چند بند خود بخود دل سے نکلی ہین کہ اب خامۂ فکرت دست دل سے گر پڑا اب کیا کیا جاوے اس حالت مین لکہتے ہین کہ خواب بہی نہین آتے جو بطور اول رویای صادقہ مین کچہہ دیکہتے آخر روز سوم درمیان مغرب وعشا کے حالت ورد وظائف اور تردد مین خواب کہان مگر کچہہ بیہوشی وغنودگی نما بیخودی سے ہوگئی کہ اوسی حالت جلسہ مین بشکل مبارک

یا بس الا فی کتاب مبین اسمین معاذاللہ کچہ دخل و تصرف مولف کا نہین پایا جاتا، بلکہ بلاغت اور نکات کلام اللہ کی بیان کیئے ہین نہ دخل و تصرف مگر فہم ہر کس بقدر طینت اوست ؁ من فہم فہم اسکے علاوہ کتاب مسلم الثبوت شرح قصائد مرتضوی نہج البلاغت کی سند اور نظیر بھی بجای خود مولف نے بیان کردی ہے کہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام سب واردات خاندان نبوت اور معرکہ کربلا تا آخر آل کار بنی امیہ اور یزیدیان مضامین معانی سورہ حمعسق مین بترتیب وقوعی مطابق واقع تطبیق دیتے ہین حال آنکہ شان نزول اون سب آیات کا اور ہے مگر مطابقت تامہ علی الترتیب اس سب واردات خاندان نبوت مین بھی پائی جاتی ہے پس اسطرح سے رموز اور نکات اور بلاغت مضامین قرآنی کے بیان کرنے مین معاذاللہ دخل و تصرف آیات قرآنی مین نہین پایا جاتا بلکہ بیان کمال بلاغت کلام اللہ کا ہے فقط

فافہم وتدبر

خاتمۃ الطبع

خدای تعالی کا شکر و احسان کہ کتاب عجیب و نسخہ غریب موسوم بہ اسرار کربلا مولفہ سخنور فہیم و دانشور با طبع سلیم واقف اسرار سخن کشایندہ عقدہ ہر نو و کہن دبیرالانشا منشی محمد ظہیرالدین خان بہادر مطبع عالی قدر شناس شروت اساس ہنر پرور فیض گستر صاحب طبع وقاد منشی نولکشور با دانش خداداد مین بتاریخ سوم ماہ مئی ۱۸۷۳ع بمقام لکھنو چھپکر ماتمیان نوحہ گران اہلبیت رسالت کو میسر ہوئی فقط

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ازبسکہ طبائع نوع بشر کی مختلف واقع ہوئی ہین سب طبیعتین ایکطرح کی نہین ہوتی ہین اسی سبب سے
سب ادیان اور مذاہب مختلف ہین اور ہر مذہب مین باہمد گر اختلافات ہین یہی ایک کلام اللہ ہی
کہ ایک دین اور مذہب اسلام محمدیہ مین صلعم ہفتاد و سہ فرقہ مختلف اور متمسک اور استناد سب کا
آیات قرآنی سے ہی بہت ہدایت پائے اور بہت گمراہ ہوئے جیسا کہ خود فرماتا ہی یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّ
يَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا پس اس صورت مین اس کتاب اسرار کربلا کو ملاحظہ کر کے اکثر ارباب معانی فہم صاحب دل
انصاف پسند تسلیم اور تصدیق کر کے بہرہ مند اور مستفیض ہوتے ہین اور بعض نوآموز ناکار افتادہ
بدعوی تفسیر دانی تازہ برسر انکار اور اعتراض آکر مصنف کتاب کو نشانہ سہام ملام کرتے ہین اور حجت
الزامی یہ قرار دیتے ہین کہ آیات مستمندہ کتاب اسرار کربلا کا شان نزول اور ہی کسی مفسر نے
سلف سے آج تک ان آیات کی شان نزول مین کربلا کا ذکر کہین نہین کیا یہ مولف اپنی طرف سے
معاذ اللہ معانی آیات قرآنی مین بھی دخل و تصرف کرتا ہی لہذا بادی النظر مین عوام ناواقف خام
شریعت کے نزدیک بڑا مقام الزام کا ہو سکتا ہے کہ اگر عمل انصاف پسند انگریزی نہوتا بعید
نہ تھا کہ مؤلف کتاب پر خروج کرتے اور واجب القتل قرار دیتے اسواسطے دفع دخل ضرور ہوا
کہ مؤلف بیچارہ نے یہ نہین لکھا کہ ان آیات کا شان نزول یہی ہے بلکہ کمال بلاغت اور
متانت رمز و کنایات کلام اللہ کے بیان کی ہے کہ ہر چند بظاہر شان نزول ان آیات کا
جانب کربلا بصراحت نہین مگر تطبیق مضامین ہر جزئیات کا اوپر واردات کربلا کی کس طرح مطابقت
واقعی ہے نہ یہ کہ اسی مقام خاص مین یہ آیات نازل ہوئی ہین یہ بلاغت اور متانت بیان
کی ہے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران + گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ پس بظاہر اگر
شان نزول ان آیات کا خاص واسطے کربلا کے نہین ہے کچھ قباحت نہین لازم آتی کہ اسی
پردہ مین حال سب کربلا اور مآل کار اسرار کربلا اللہ تعالی نے بیان کر دیا کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا

ہین جیسی وہ مقام عاشقی کا تہا یہ مقام معشوقی اور محبوبیت کا ہی جیسا مقام خلت مین طلب دعا واسطی
دفع بلا کے منافی رضا و تسلیم کے ہی ویسا ہی اس مقام محبوبیت مین سوال اور دعا نکرنا اور سکوت کرنا ممنوع
ہی بلکہ مورد وعید اور طلب دعا کیواسطے بتاکید تمام حکم ہی اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس جسطرح حضرت ابراہیمؑ
پر مرتبہ خلت اور عاشقی کا ختم ہو چکا تہا اوسکے مقابلہ مین یہان مرتبہ محبوبیت اور معشوقی اور طلب دعا
اور سوال کا بحکم اُدْعُونِیْ الخ ختم ہو چکا تہا وہان دعا ممنوع اور سکوت یہان سکوت ممنوع اور
حکم طلب دعا کا وَالْفَرْقُ بَیْنَہُمَا ظَاہِرٌ اب منظور الٰہی یہ مقتضی ہوا کہ دونون مرتبے خلت اور محبوبیت کے
اسی ذات خاص محبوب خاص پر تکمیل اور ختم ہون اسواسطے وہان مقام خلت اور سکوت مین
اتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکال دیا کہ ہُوَ عَلِیْمٌ بِحَالِیْ حَسْبِیْ مِنْ سُوَالِیْ یہ گویا مقام
خُلّت مین سکوت کی منافی ہوا کہ آہ کرنا نچاہیئے اور یہان مقام محبوبیت مین کہ حکم سوال اور
طلب دعا کا بتاکید اور سکوت منع تہا مگر بسبب رعایت مقام خلت اور سکوت کے باوجود اسقدر
شدائد ہجوم مصائب کے سوائے رضا اور تسلیم اور خوشی کے چین بھی پیشانی پر نہ آئی اور آہ بھی
نہ نکلی اور بکمال شگفتہ روئی جان دینے مین سبقت تھی پس وہان اتنا باقی رکھا کہ سکوت تامہ نہوا
کہ محض امتحان تھا اور یہان باہمہ مقام محبوبیت اور حکم طلب دعا رضا و تسلیم اور خوشنودی کے
سکوت تام تھا کہ تکمیل اور اختتام تھا فافہم وتدبر چنانچہ اسی صبر و شکر اور رضا اور تسلیم کی ترغیب
بھی اللہ تعالیٰ نے بیشتر فرمائی کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ وَاسْتَعِیْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور اجر بھی آخر کو بلفظ صلوۃ اور رحمت اور اہتدا بیان فرمایا اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ فافہم وتدبر ؎ مکروہ طبع گر نبود
آن بلا نماند * بروی چو صبر کرد نکردہ است ہیچ کار * دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد * آن شکر
لذتست در امعتبر مدار * آری چو بلا کراہیت نفس راضی است * این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار
این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسین * جز وی نصیب کس نشد این فتنہ زینہار

تمت

بانو نے تب یہ حضرت شبیر سے کہا	معلوم شد اشارہ پے آب سکینہ تقصیر وار آپ ہین بچہ نے کیا کہا	تسکین نمی پذیرد و نے خواب میکنند لیجا کے کافرونکو دکھاؤ اسے ذرا	شاید وہ ترس کھا کے اسے پانی دین پلا
گود مین لیکے اصغر معصوم کو امام	بانو بشاہ اصغر معصوم اسپرد دکھلا عدو کو دور سے کرنے لگے کلام	شبیر سوے فوج عدو طفل را ببرد تقصیر وار ہم ہین نہ بچہ نے کچھ ہے کام	اسکو تو ترس کھا کے پلا دو تم ایک جام
اصغر کا لاشہ لیچلے حضرت سنبھال کر	پس تیر حرملہ شدہ ناگہ رہا ز شست بانو جو روتی تھی در خیمہ پہ منتظر	بازوی شاہ و گردن معصوم را شکست خوش ہو گئی وہ دیکھتے ہی شہ کو ایکبار	بولی کہ مجکو دو میرا معصوم یادگار
بانو نے جبکہ گود مین اصغر کو لیلیا	فرمود شاہ اصغر معصوم را بگیر دیکھا جو خون سے تر تو کہا وا مصیبتا	سیراب خوب اصغر تو شد ز آب تیر بولی یہ شہ سے تمنے بچایا نہین گیا	حضرت نے زخم بازوی اقدس دکھا دیا
	بانو کشیدہ آہ بیفتاد بر زمین	دیگر چہ گویمت کہ شد احوال آن حزین	

بیان دو مرتبہ کے بطور ارباب حقیقت اور معرفت کے

پس یہ اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور وجہ معقول تھی جو مثل انبیای سابقین نہ خود بخود مدد غیبی پہونچی نہ آپنے طلب کی نہ منظور بلکہ انکار کی نہ رفع علی السماء واقع ہوا نہ فدیہ غیب سے پہونچا کہ یہ خود ذبح عظیم فدیہ خاص خدا کا تھا نہ خنجر قاتل مثل کارد ذبح اسمٰعیل کند ہوا کہ فدیہ مقبول بلکہ مطلوب اور موعود تھا اور وہان فقط امتحان تھا ان سب کے سوا ارباب طریقت اور حقیقت ایک وجہ اور بھی بہت نازک اور باریک سمجھتے ہین یعنے ارباب طریقت کے نزدیک مقامات قرب الٰہی دو طرح پر منقسم ہوتے ہین ایک مرید ایک مراد ایک مخلِص بکسر لام ایک مخلَص بفتح لام پس مرید اور مخلِص بکسر لام بمعنی طالب اور مراد اور مخلَص بفتح لام بمعنی مطلوب اسیطرح خلیل بمعنی عاشق طالب کے جیسے مرید اور مخلص بکسر لام اور محبوب بمعنی معشوق اور مطلوب کے جیسے مراد اور مخلص بفتح لام پس شان مرید اور طالب صادق کی یہ ہے کہ جفای محبوب پر راضی اور متلذذ ہو اور مقام رضا اور تسلیم مین ہرگز طلب دعا واسطے دفع بلا کے نکرے بلکہ آہ اور اکراہ بھی نکرے اور کسی سے مدد نچاہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہنگام امتحان آتش نمرودی ختم ہوا آخر کار اتنا کلمہ منھ سے نکلا کہ وَهُوَ عَالِمٌ بِحَالِي حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي شعر ؎ فوراً ہمہ آتش شدہ از حکم خدا نور گلزار شدہ نار مبدل شدہ با نور ؎ جیسا کہ مذکور ہو چکا اسی مقام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا اور دوسرا اسکے مقابل مین مقام محبوبیت ہے جسکو مراد اور مخلَص بفتح لام کہتے

مرثیہ گویان یہ مضمون خاص مرثیہ جامع مین خامہ مولف سے یون بر آمد ہوتا ہی

بعض اشعار مرثیہ جامع دربیان عطش برعایت بکا بطرز مرثیہ گویان متعارف

اس عملکی انتہا تو یہین ہے جو ہے رقم	اب وہ سنو جو گذرا تہا عباس پر ستم	اور صاحب علم پہ ہوا ہی کیا الم	کیونکر لب فرات پہ شانے ہوئے قلم
	چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار	عباس اور آل آب بیورد چند بار	
پھر تشنہ لب ہوئی جو سکینہ زیادہ تر	عباس نہر کو چلا کاندہے پہ مشک دہر	اعدا کو مارتا ہوا آیا فرات پر	دیکھو جو اس نے چلا چھٹ وہ مشک بھر
	شمر لعین با بلوغا گفت چون کنم	عباس آب برد ومی کند ستم	
شمر لعین تو پہلی فرات کی راہ سے	عباس سے کلام لگا کرنے صلح کے	سنتی ہی بولے حضرت عباس ہنس کے	ایسا امام چھوڑ کوئی تجھسی کیا ملے
	فرمود چونکہ حضرت عباس این سخن	از صلح ہرکی شدہ مایوس زین سخن	
یہ کہکے پانی لیچلی عباس خیمہ کو	بولا یہ شمر صلح سی مایوس جلد ہو	ہر ہر بلو جاتا ہی عباس لیجو	کچھ اور گر نہو سکو شانے ہی کاٹ دو
	تا بندہ مشک از کتف او بیرون شود	وز دست دیگرش علمش سرنگون شود	
تھی نہر کے جو لوگ محافظ ہزار چار	سنتی ہی وہ سپہ ٹوٹ پڑے سب وہ یکبار	عباس نے نیام سے لی جبکہ ذوالفقار	جس سے ہوا دو چار کیا دو کو اسنے چار
	از بسکہ بود لشکر اعدا ز حد برون	شد شانہ ہا قلم علم شاہ شد نگون	
دیکھو جو اس وجاہت عباس ابن ذرا	شانوں کی گٹنے پر بھی کیا اوسنے کام کیا	زانو کی نیچے باگ کو اوسنے دبا لیا	دانتوں سے مشک تھام کے گھوڑا بڑھا دیا
	رعب و نہیب حضرت عباس [illegible]	یک ہم دچار او نشدہ با وجود این	
از بسکہ ساری فوج پہ غالب ہوا ہراس	ہیبت کے مارے آ نہیں سکتا تہا کوئی پاس	سب تیر مارتے تھے مگر دور آس پاس	عباس کا نکلتا تہا اوسوقت کوئی بال
	ناگاہ تیری آمدہ از لشکر یزید	گز مشک در گذشتہ در سینہ اش رسید	
عباس نے جو دیکھا کہ پانی بھی بہگیا	دلمین کہا سکینہ کو کیا منہ دکہاؤنگا	دانتوں سے مشک تہامکی پہر وہ کہڑا ہوا	اعدا سے دل اٹہا تہا نجائے ہون کہڑا
	بیدست دیدہ تیغ جفا ہر یکی کشید	گردند آہ حضرت عباس را شہید	
عباس کے الم کی نہیں ہے کچھ انتہا	اب سن تو حال اصغر معصوم کا ذرا	پہر اونکو وہ نہلچہ پہ تہا مارتا پڑا	اور غون غن کرکی مشک کے جانب تہا تک رہا
	لیکن ازین اشارہ کسی ہم گمان نبرد	گز نہر آب ہست اشارات سالخورد	
بانو کی بر مین آ خلف سرور امم	کر دودہ کا اشارہ لگا رونے دمبدم	بانو کا دودہ خشک ہوا تہا ز فرط غم	یکبار گی جو رو دیا اصغر نے کہکی مم

مین کب ہوسکتا تھا ع زینو جہ جزا لیش شدہ موقوف بعقبیٰ ؎ آن چیست جزا مغفرت امت عاصی
وز جرم و خطا معذرت امت عاصی ٭ یہ سب وجہین نہ پہونچی امداد غیبی اور نہ پہونچی فدیہ اور نہ کند ہوئے
خنجر ذبح اور نہ مرفوع ہوئی اوپر آسمان کی موجہ اور منصوص معلوم ہوئی اب وجہ خود بخود غائب
ہوجانی چشمۂ آب اور رُک جانی ذوالجناح کی دشت ماریہ کربلا مین بھی معلوم
کرنا چاہیے کہ بحیلہ عالم اسباب محض فعل خاص الٰہی واقع ہوا ذوالجناح کی ٹھہر جانی سے
ظاہر ہوا کہ صاف صاف بی پردہ عالم ظاہر مین اللہ نی آگاہ کر دیا کہ یہی مقام محل بلا پیشتر سی بحکم ازلی
قرار پا چکا ہی بسبب قیام ذوالجناح کی اسکی توثیق کامل مین شبہہ نہ تھا فہم و تدبر باقی رہا غائب ہوجانا
چشمۂ آب کا یہ بھی گویا یاد دلا دینا اور آگاہ کر دینا خدا کا تھا تاکہ معلوم اور یاد آجاوی کہ یہ وہی وعدہ گاہ
قرارداد ازلی ہی تا خاص فعل الٰہی بحیلہ عالم ظاہر دیکھکر مقام رضا و تسلیم اور صبر و شکر مین طبیعت راضی اور
مستعد ہوجاوی اور کچھ تردد باقی نرہی اور اگر خشک ہوجاتا احتمال کثرت اخراج آب کا ہوتا خاص فعل الٰہی پر
بظاہر کمتر نظر ہوتی اور مایۂ تقویت طبائع بمقام صبر و رضا و تسلیم نہوتا معہذا جب اختتام جمیع بلیات واسطی تکمیل
مرتبۂ صبر و رضا و تسلیم کی منظور الٰہی تھا اور ایک بلا کا نام بنام کلام اللہ مین ذکر ہوچکا اور لفظ جوع کا بھی کلام اللہ
مین مذکور ہی اور بھوک کے ساتھہ پیاس بھی لازم ہی پھر یہ امر خفیف کیون اوٹھہ رہتا چونکہ جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو بسبب علم قرارداد سابقہ کی پیشتر سے خبر تھی اسواسطی آپ نے شب ہشتم محرم سی خود ترک آب کیا
تھا چونکہ اور شہدای کربلا کو خبر نہ تھی اور آب سرد اور طعام لذیذ کا مزا ہنگام بھوک پیاس کے خوب معلوم ہوتا ہے
اور یہ بھی متفق علیہ ہی کہ خاص میدان شہادتگاہ مین حوران بہشتی جام کوثر و تسنیم لئے ہوئی منتظر شہادت
تھین اور شہدا کو قریب شہادت کی نظر آتی تھین پھر وہ جام کوثر چھوڑ کر آب فرات پر کسکو نظر تھی علاوہ
اوسکمال ہجوم آفات اور شدائد بلیات مین لاش پر لاش گرتی تھی سوای مر جانے اور جان دینے
کی بھوک پیاس کا ہوش کسکو تھا اسیواسطے اس پیاس کی شکایت سوای بعض اطفال صغیر اصغر معصوم
اور حضرت سکینہ کمتر کسی کی طرف سی مذکور اور منقول ہی خصوصاً واسطے تاثیر پذیری قلوب عوام اور
تمہید بکا کے زیادہ تر مضامین شاعرانہ مرثیہ مین بیان عطش انھین معصومین خاص کا اکثر ہے چنانچہ بطرز بیان

کہ مفہوم فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ بھی سوای شہادت کبری کے تکمیل اور اختتام کو پہونچگیا کما وقع اور اگر فقط شہادت محض پر اکتفا ہوتی او سقدر زخم کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے اس ذبح عظیم فدیہ راہ خدا کا مرتبہ شہادت پر کہین ارفع ہے اور شہادت کاملہ خود اسکے ضمن مین حاصل ہے جیسا کہ منصوص اور مذکور ہو چکا ہے پس سب انبیا کیواسطے محض امتحان تھا بعد امتحان واقعی اسی دنیا مین اونکو مدد بھی علی قدر حال پہونچی اور سب طرح کا غلبہ اور فتح اور کامیابی اور استیصال اور ہزیمت اعدا بھی حسب دلخواہ حاصل ہوئی گویا اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا بخلاف اسکے یہان تو تکمیل اور اختتام جمیع مراتب شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم اور شہادت اور استقامت اور ذبح عظیم موعود اور منصوص منقح اور موقت ہو چکے تھے نہ فقط امتحان پس مدد پہونچنے کا کون مقام تھا کہ ہریک حوران بہشت کو اپنا مشتاق اور منتظر دیکھکر بکمال ذوق شہادت ایک دوسرے پر جانبازی مین سبقت ڈہونڈہتا تھا وہان اپنی جان بچانی اور امداد غیبی پر کسکو نظر تھی کہ شہید ہوجانا راہ خدا مین درحقیقت بحکم منصوصہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ الخ حیات ابدی اور فتح سرمدی جانتے تھے یہانتک جان بچانا اور کسیکی امداد خود منظور اور گوارا نہ تھی جیسا کہ اکثر روایات مین امداد جن و ملک خصوصاً زعفر جنی اور فطرس نامی فرشتہ کی استعارف ہے کہ آپ نے ہرگز منظور نہ فرمائی معہذا خود ایک ایک شہید دشت کربلا واسطے ہزیمت تمام فوج اشقیا کے کیا کم تھا جیسا کہ مجمل مذکور ہو چکا ہے تاہم چنین کنند روایت کہ شاہ دین بہ در رزمگاہ گشت مگر ہم مقصد لعین ہے اور قطع نظر اس کمال شجاعت اور نامنظوری امداد جن و ملائک کیہان مثل اور انبیای سابق برعایت بکمال رضا اور تسلیم استمداد اور دعا جناب الٰہی مین کب کی تھی کہ مدد نہ پہونچی جیسا کہ تمام انبیای سابق کا سوای جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی باصرار و مناجات اور الحاح وزاری تمام امداد چاہنا اور دعای افنای تمام کفار مانگنا کس تواتر اور تدولی سے ثابت ہے کہ محتاج بیان نہین اور یہان بخلاف اسکے ذوق شہادت مین خود ہتیار پھینک پھینک کر جان دینے مین سبقت تھی مدد کیسی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ انبیای سابقین کو بقدر امتحان اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا کہ سے باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ۔ تا زیست با آسایش و آرام بسر شد اور اس تکمیل اور اختتام فضائل کا اجر کہ شفاعت کبری اور مقام محمود اور مقعد صدق تھا بہ اجر خاص دنیا

جامع مین یون مذکور ہے ٭ مسلم کا حال پر الم اب ہو چکا رقم ٭ لکھنے سے جسکے ہوتا ہے شق سینۂ قلم ٭ کرتا ہون اب بیان عزای شہ امم ٭ گذرا جو رہ مین حضرت شبیر پر ستم ٭

	هرگه گروه چند زکوفه بماند راه	درعین راه خود بخود استاد اسپ شاه	
اوسجا کو پہنچے والو سے پوچھا وہان کا نام	کہنے لگے کہ ماریہ ہے اوسکا نام عام	اور کربلا بھی کہتے ہین اسکو سبھی عوام	فرمایا شہ نے ہیگا ہمارا یہی مقام
	فی الفور شاہ خیمہ زد و خوابگاہ ساخت	بر چشمۂ فرات مگر خیمۂ شاہ ساخت	
آگے سے فوج بھیجی تھی ابن زیاد نے	تا راہ مین وہ حضرت شبیر سے لڑے	حر نام ایک شخص تھا سردار فوج سے	آیا جو ہین امام دو عالم کے سامنے
	انموذجی ز معجزۂ مصطفی نمود	حر را غلام کرد چو احمد دم سجود	
حر پڑھ چکا نماز جو پیچھے امام کے	صدقے ہوا امام علیہ السلام کے	کرنے لگا یہ عرض کہ لیجیو تھام کے	اب کیجیے معاف گناہ اس غلام کے
	کز بہر جنگ چون تو شہ تشنہ آمدم	تا دم مگر ز کردہ خود این پشیمم	
اب کیا کرون جو شہ سے لڑون ہو گنہگار	ورنہ یزید جیتا نہ چھوڑیگا ہمنا کو	پھر عرض کی یہ شہ سے کہ ہو جائیے کسو	ظاہر مین شہ کو ڈھونڈھتی ہوگی فوج شام کی
	اندک بمانی امام تحبس کنیم ما	من بعد سوی کوفہ ببیعت دہیم ما	
سنتے ہی شہ نے رات ہی کو کوچ کر دیا	لشکر تمام رات روارو چلا گیا	حر بھی برابر امام ہان ڈھونڈھتا پھرا	اب اک عجب سنو شہ بیکس کا ماجرا
	ناگاہ بار مرکب حضرت بایستاد	گویا پیام مرگ خدایش فرستاد	
پہچان اوس جگہ کو نشان خیام سے	فوراً اوتر پڑے وہین شہ خوش خرام سے	جانا نہین سفر ہے ہمین اس مقام سے	تھے سن چکے امیر علیہ السلام سے
	در کربلا چو بار شہ کربلا رسید	آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید	

پس جس صورت مین حکم خدا اور قول و قرار بطور عہد و پیمان کے بدی روز ازل سے بقید روز جمعہ ایام شدت گرما ہنگام حرارت تمازت آفتاب وقت نماز ظہر بعد زوال تاریخ دہم محرم سنہ ۶۱ ہجری روز عاشورہ مقام خاص میدان کربلا بقید تخصیص جمیع بلیات نام بنام از روی آیات منصوصہ قرآنی اور اخبار صحیحہ بقید نام و صورت علیہ قاتل بہ تفصیل منقح قرار پا چکا ہو یہانتک کہ بحکم جف القلم اوسی جگہہ خاص پر خود بخود گھوڑا ٹھہر گیا اور باوجود تیز روی تمام شب پھر صبحکو اوسی جا پر خود بخود رک گیا پس بعد ایسے قرار داد و تنقیح تمام کے امداد غیبی مثل دیگر انبیای سابقین اور کند ہونے خنجر کا کون مقام تھا بلکہ باہمہ زخمہای کاری روح مقدس فقط اوس زخم اخیر خنجر کی منتظر تھی

بحکم ہدایت ازلی شریک ہوگیا اوسکا بھی مرتبہ شجاعت اور شہادت کا ایسا ہی لکھا ہے کہ عین معرکہ جنگ میں جو ران جنت کو اپنا محو انتظار اور مشتاق دیکھکر بقصد شہید ہوتے تھے چنانچہ حضرت حُر علیہ السلام کا حال مرثیہ جامع مین یون مذکور ہے

بھائی غلام بیٹے سے حُر کر کے گفتگو	کر جنگ کا ارادہ گیا شہ کے روبرو	جاتی ہے شش سے کہنے لگا یہ نیکخو	پہلے نثار ہونگی ہے مجھکو آرزو
	شہ گفت نیہار ندارم چنین روا	کز بہر جنگ کردنت آید دلم رضا	
ہر چند شہ نے منع کیا حر کو چند بار	قدمونپہ گر کے حر یہی کہتا تھا بار بار	تسکین اس غلام کی ہوگی نہ زینہار	جبتک نہ سر کو شہ کے قدم پر کرونگا نثار
	باشد ز بسکہ خاطر ہر میہمان عزیز	مایوس کن نہ ہیچو من میہمان عزیز	
آخر بہر بسط صف ہیجا مین حُر گیا	ہل من مبارز کہا میدان مین اوسنے جا	آیا جو سامنے اوسے فی النار کر دیا	جز الامان وہان نہین آتی تھی کچھ صدا
	میدان جنگ زُلزِلَتِ الارض گشتہ بود	جان اودنی بحملہ عدو فرض گشتہ بود	
دریای خون حُر نے کیا اوسجگہ رواں	آتی تھی ہر طرف سے صدا الامان امان	بازار گرم تھا ملک الموت کا وہان	مہلت نہ تھی ملائکہ کو بہر قبض جان
	میگشت آنچنان ہمتواتر بہ تیغ کین	یک تا زمین نرفت کہ آمد دگر برین	
میدان کارزار کیا خون سے لالہ زار	بھائی غلام بیٹے سے کہتا تھا بار بار	ہے وقت کارزار یہی مار مار مار	سب فخر جان جان کو کرونگا نثار
	اول کسیکہ اسپ بمیدان بتاختہ	حُر بود آن کہ نقد دل خویش باختہ	
حُر کی جو آسمان کی طرف اوٹھ گئی نظر	خواہان ہوا وفا کا کچھ رتبہ دیکھکر	پھونچا جو ہین قریب شہ دین کے وہ جگر	گرتے ہی گھوڑے سے کہا یا شاہ لو خبر
	حُر این سخن ہنوز نکرد از زبان ادا	فوراً رسید بر سر او شاہ کربلا	
تھی جان حُر سو مقدم حضرت کی انتظار	رکھتے ہی سر کو زانو شہ پر ہوا نثار	بھائی غلام بیٹا جو تھا گرم کارزار	ہر اک ہوا نثار اسی طرح بار بار
	شہ لاش ہر یکی بسو خیمہ برد آہ	شور نشور خاست بیکجا در خیامگاہ	

یہان سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب شہیدان دشت کربلا مرتبۂ شہادت کا عین معرکہ جنگ مین دیکھکر مقام محبت الٰہی مین ہزار تمنا اور رضا بخوشی تمام شہید ہوگئے تھے کہ امتحان فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ کا یہی مقام تھا اسی میدان شہادت موعودہ مین کشتہ ہوجانا منتہای فتح و نصرت اور ظفر یابی سمجھتے تھے کہ سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد الخ اور ازل سے بحکم ازلی یہ میدان خاص واسطے شہادت انہین شہدای خاص کے تخصیص پاچکا تھا کہ اوس سے کنارہ کشی ہرگز باختیار خود ممکن نہ تھی جیسا کہ بیشتر مجملاً مذکور ہوا اور مرثیہ

	مرگ گشت قاسم نوشاہ شہ شہید	شاہ آہ سرد از دل درد برکشید	
لاشہ تو لائی شاہ مگر سہل یہ نہ تھا	دیکھو تو شہ نے کیسا بڑا کام یہ کیا میخواست زوجہ تا کہ کند نوحہ زار زار	لاشہ نے جبکہ لاشہ کو خیمہ میں رکھ دیا میگفت شرم پاس حیا را نگاہدار	مت پوچھو حال اہل حرم کا کہ کیا ہوا

الغرض کہ بعد عذر طرز بیان شاعرانہ اور اختلافات روایات کے ازرق شامی کا مع ہر چہار پسر حضرت امام قاسم علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہونا بالاتفاق ہے باقی نوع کلام اور ازرق شامی کا تمام شجاعان عرب مین ہزار جوانکا طرف مقابل ہونا بھی بالاتفاق ہے یہ ادنی کارنامہ ایک طفل جنگ نادیدہ اہلبیت کا ہے علی ہذا لحال معرکہ آرائی حضرت علی اکبر علیہ السلام کا مرثیہ جامع مین یون کہی ہے

عباس کے الم کی نہین کچھ بھی انتہا	اب حال جرأت علی اکبر شنو ذرا بہر وغا نہ اکبر دلگیر شد روان	دیتے تو دی نبرد کی پانو نہی رضا جان از تن مبارک شبیر شد روان	پر ہان ہی کا تو دل تھا کلیجہ دہل گیا
اکبر علی نے جبکہ مبارز طلب کیا	فوج عدو مین ایک طلاطم سا پڑ گیا یارب کراست تاب سید بہ پیش او	بالاتفاق بود عدو وا مصیبتا شمشیر شکلست کشید بہ پیش او	ہمشکل مصطفی سے کوئی لڑ سکیگا کیا
دیکھا جو ایک کری اس سے کارزار	ازرق کیطرح ہووینگی فی النار یکبار افواج نیزہ دار بگردش زیاد بود	عہدہ برائی تھی جو نہ اک اک کو نہ تہا اکبر چو شیر نر بہ نیستان ستادہ بود	یکبار اوسکے گرد ہوئے آگئے ہزار
آئی تھی گرد پیش سے کفار فوج فوج	اکبر کا تھا ستارۂ ہیبت باوج اوج درمیمنہ و میسرہ میکرد کارزار	وہ مارتا تھا جو شجاعتمین موج موج گاہ سوی میمنہ گہی جانب یسار	ضربت سے فرد فرد کو کرتا تھا زوج زوج
چون جنگ نامی فوج کی اکبر تھا مارتا	دیکھا جسے ہول کی او سپہ اعتنا ناگاہ داد ہاتف غیبی ندا کہ بس	وہ روز یوم ینفخ فی الصور ہوگیا وعدہ نبود تا تو چنین ضبط کن نفس	معدوم سبکو صفحۂ ہستی سے کر دیا
سنتے ہی باگ روک پکارا امام کو	بولا قضا یہ کہتی ہے تمام اب تمام کو تا کہ بشکل نیزہ مجسم شدہ قضا	اب حکم شہ کا ہوتا ہے کیا اس غلام کو از سینہ اش گذشت معا وا مصیبتا	اکبر نہ کر چکا تھا تمام اس کلام کو

الحکایت کہ یہ محض شاعرانہ نہین درحقیقت کارنامہ شجاعت ہر جوان اہلبیت کا اور پھر بحکم قضا مرتبہ شہادت پر نظر کرکے بقصد ہتھیار پھینک کر شہید ہو جانا بالاتفاق ہے یہان مقام محبت اور رضا و تسلیم مین جان بچانا اور قتل کفار اور شجاعت نمائی منظور نہ تھی بلکہ بالقصد شہید ہونا اور جان فدا کرنا پیش نظر تھا انکا تو بڑا مرتبہ تھا جو کوئی غیر فوج عدو سے مثل حضرت حر کے

بعد اسکے باندہی تنہ پہ جو نوشاہ ذی کمر
القصہ جا کے رن میں مبارز طلب کیا
ازرق سمجھکے ننگ پکارا کہ ہا رے
قاسم پہ بولے اپنا تو کر وار ایکبار
کھا طیش بیٹا دوسرا ازرق کا ناگہان
گھوڑا ازبسکہ باندہ ہوا تہا وہ چہوکر
یہ حال دیکھ آگیا غش چوتھے بیٹے کو
کچھ غیرت سپاہگری کچھ غم پسر
گرز و سنان و تیغ و تبر خنجر و خدنگ
صید حقیر پہ ہوئی جبکہ اکتفا
تیغ عدو شکار سے پایا نہ جب مفر

دولہن بچاری کہ ہی حسرت سے دیکھکر
زین بارہ بہ پیچ حال نہ رسی کہ شد چسان
جوڑا شہانہ دیکھکے سب نے عجب کیا
دست کسی نخواست چو بر نوشہ آزمان
لڑکے سے لڑنیکو ہی غضب سمجھا مجھے
پس ابن سعد ہم پسر شاہ حکم داد
ہم ہاشمی ہیں گو کہ نہیں ہیں بہلا اپنا وار
نیزہ زدن بسینہ و بر داشتن بہان
بھائیکی انتقام کی خاطر ہوا روان
نوشاہ آمدہ بغضب سر زمین
قاسم ہوئے سوار سعاً اوسکی گھوڑے کے
آمد بجوش قاسم نوشاہ ناگہان
ازرق سے بولا بابا آگے نہ بیٹا ہو
فی الفور سر برید و گرفت آن شریر
جھٹکا یا طیش کھاکے وہ خود آیا جنگ کو
باہم قرار یافت پس از گفتگو چنین
سب جد کہ ازرق شامی عمود با نہنگ
الحرب خدعۃ کہ حدیث پیمبر است
اک غضب میں تیغ کو پہر ہاتہ میں لیا
بر جنگ نوشہ صل علی گفت ہر کہ
ہیبت میں آ گئی تہی کفار الحذر

اتنا تو بولی شرم سے پہر دیکھہ کے نظر
خود فلک بحال شدہ باشد چہ آزمان
بولا عدو امام نے یہ کیا غضب کیا
شمر لعین ازرق شامی بگفت آن
میں وہ ہوں جو اکیلا لڑوں لشکر ادر سے
در رزم او مقابل نوشاہ ایستاد
جب وار اپنا کر چکا ملعون نابکار
از نیزہ لاش سار ازرق زدن بہمان
آتی ہی شیر پہ ٹوٹ پڑا جب وہ نوجوان
از پشت زین گرفت و بزد بر سر زمین
تہا تیسرا جو ازرق شامی کا بیک پسر
از رنگ در گذشت بزد تیغ آنچنان
لیتا ہوں میں بدلا تینوں کا دیکھ تو
برزد گرومی ازرق شامی گفت گیر
یا ننگ سے نہ جنگ کو آتا تھا شیر نر
تقدیم حربہ تا کہ کند ازرق لعین
قاسم پکارا گھوڑے کا پیچھا آتے ہے تنگ
بردہ دل نمود مگر این خدا است
مانند شیرزہ صف ہیجا میں جب گیا
آمد بلرزہ گاو زمین ماہی فلک
قاسم کو رحم آگیا اعدا کے حال پر

پہر دیکھتی ہی گر پڑی وہ تھام کر جگر
شب کے بیاہے دولہ کو کیوں بھیج دیا
لڑکے ہیں سیکڑوں اس سے سزاوار جنگ کے
قاسم نے دیکھا خالی گیا وار شیر وار
قاسم کے لب پہ چہوٹی نیزہ کی بہ سنان
اوس نے کیا مقابلہ قاسم کا بیخطر
آتی ہی اوسکا حضرت قاسم نے دو سنو
یا اب بچانا جان کا مشکل پڑا مگر
پہر دیکھتے ہی مار لیا اوسکو بیدرنگ
فوج عدو میں یک تہ و بالا سا پڑ گیا
ہتیار پہینک جام شہادت پیا مگر

فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ الخ اور خود ظاہر ہے کہ واسطے ارباب محبت کے زندگی دنیا مانع وصل اور حجاب ہی پس مقام محبت مین یہ حجاب حیات عارضی کب گوارا ہی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ جب یہان جان سپاری منتہای فتح وظفر سمجھے پھر امداد غیبی کی کب تمنا تھی کہ بمفاد فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ دربدل امداد غیبی موت کی تمنا اور جان دینے مین سبقت تھی فَضْلاً عَلَیْہِ کہ موت شہادت منصوصہ اور اگر مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع علی السماء واقع ہوتا تو فتور اور متصور تھا کہ مثل حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے اہل عالم بہ الوہیت پرستش کرنے لگتے جیسا اللہ تعالیٰ خطاب پر عتاب فرماتا ہی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ علاوہ ایک ایک لڑکا اس خاندان کا شیر میدان وغا حیدر ابن حیدر تھا کہ باایں ہمہ غلبہ اعدا اور جزم شہادت بالقصد جیسا کہ ایک ایک جوان اہلبیت نے داد شجاعت معرکہ کربلا مین دی خود معلوم اور معروف ہے چنانچہ ایک حضرت امام قاسم علیہ السلام کا حال ظاہر ہی کہ ازرق شامی کے چارون بیٹونکو کسطرح قتل کرکے آخر کو اوس ملعون کو قتل کیا اور یہ ازرق شامی وہ تھا جو تنہا ہزار جوان مبارز سے مقابلہ کرتا اور غالب آتا تھا اور بدون ہزار جوان مقابل کی صف جنگ مین آنا ننگ جانتا تھا جیسا کہ بطرز بیان شاعران مرثیہ گو مرثیہ جامع مین بیان کیا گیا اصل مدعا یعنی قتل کرنا ازرق شامی کو مع چارون پسر بیان واقعی ہی گو طرز بیان شاعرانہ بطور مرثیہ گویان متعارف ہی ومنہا ۵

اب حال از حضرت قاسم سنو ذرا	بازو پہ اوسکی لکھکے حسن نے جو باندھا تھا	قاسم نے حسب وصیت وہ سہرا بڑا	مضمون یہ اوسمین حضرت شبر نے تھا لکھا
	ہر گہ او فتد بہ بلا شاہ کربلا	تا زیست آمدن نہ ہی سرش بڑا	
شبیر نے بھی حسب وصیت عمل کیا	قاسم کا عقد فاطمہ کبریٰ سے کر دیا	نوشہ عروس جب کہ محلین گئے ذرا	ہل من مبارز کی سنی جاتی تھی صدا
	بازوجہ گفت قاسم نوشاہ الوداع	بر حشر ماند وصل تو ای ماہ الوداع	
بولی عروس کوئی نشانی تو دو سہی	جھٹ آستین جوڑے شہانکی پھاڑ دی	فرمایا ہی نشانی مجھے آستین پھٹی	اور تبرک پاس وہ بھی ہی اس آستین کی
	پیش من و تو ہر دو نشانی ہمین بس است	در روز حشر وجہ تعارف ہمین بس است	

پھ

مصائب اور آلام بھی اوسی ذات خاص پر تکمیل پانا ضرور ہوا اور بعض مصائب خاص ایسی تھی کہ اوسکا اختتام اوس ذات خاص ختم رسالت پر ہونا مایہ ضعف اسلام نہین بلکہ فقدان اسلام تھا وہ سبب اس جزو بدن لخت جگر خاتمہ پنجتن پر کربلا مین اوٹھہ رہی کما وقع اب ملاحظہ کیا جاوی کہ حوادث و واقعات کربلا جو بعد قوت اسلام کربلا مین واقع ہوئی اگر اوس ایام اوائل اسلام مین کہ ہنوز اسلام نے قوت نہین پکڑی تھی اوس ذات خاص ختم رسالت پر واقع ہوتی کب اسلام کا نام عالم مین باقی رہتا اسقدر ضعف اور توہین اسلام تو فقط واقعات کربلا سی ہوئی کہ ابتک مایہ حیرت عالمیان ہی اس صورت مین ملاحظہ کیا جاوے کہ سوای اون اخبار اور الہامات غیبی کے جو بواسطہ اور بلا واسطہ جبریل علیہ السلام تواتر منقول ہین کلام اللہ مین کس ترغیب اور تفہیم اور ترتیب سے اللہ تعالی ہر مصیبت کی شرح بتدریج نام بنام بیان فرماتا ہی پہلے صبر اور شکر کی تعریف اور ترغیب پھر بیان مرتبہ شہادت پھر بعد اسکی بتدریج ہر بلا کی تخصیص نام بنام بتفہیم تمام وارد ہی تا تحمل اوسکا شاق نگذری پھر بیان اجر صبر کا اوس غایت تک کہ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ جیسا کہ شرح و بیان لکھ ہو چکا ہی پس یہ بلائین تو آگے سی بقید اجر اور جزا کی بدی تھین اور واسطے تکمیل مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اون سب کا اختتام یہین ضرور ہوا پھر کس طرح امداد غیبی مثل انبیای سابقین یہان پہنچتی کہ وہان فقط امتحان تھا اور اسی دنیا مین اجر بھی ممکن تھا کما وقع اور یہان تکمیل اور اختتام اور اجر اسکا مثل مقام محمود اور شفاعت کبرای اور مقعد صدق دنیا مین کب متصور تھا ؎

انیست درین مصلحت ایزد اعلی ٭ کاین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا ٭ وین کار بود لایق بسیار جزا ٭ زین وجہ خبر آتش شدہ موقوف بعقبی ٭ آن چیست جز مغفرت اُمتِ عاصی ٭ در جرم و خطا مغفرت امت عاصی ٭

اور خود ظاہر ہی کہ مثل انبیای سابق یہان امداد غیبی کی طلب اور دعا کب تھی کہ مقام محبت الٰہی میں تمنای مرگ اور جانسپاری عین فتح اور ظفر ہی کہ ؎ سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد ٭ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ٭ **فرد** جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل ٭ خود تو منصف باش ای دل این نکو یا آن بگو ٭ چہ جا کہ موت شہادت کہ حیات ابدی منصوص ہی کہ خود فرماتا ہی کہ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ

محمود اور معتقد صدق ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہی بہلا یہ اجر دنیا مین کس طرح ہو سکتا تہا فافہم وتدبر
اب باقی رہا یہ کہ شہید اور ذبیح ہونا راہ خدا مین مستلزم اسقدر بلیات اور آفات اور شدائد اور شکست فاش
لشکر اسلام اور منصوری اعدا اور اسیری اہلبیت کا نہ تہا باری اسمین کیا حکمت اور مصلحت
اور اسرار الٰہی تہا اور چشمۂ آب کیون از خود غائب ہو گیا اور امداد غیبی مثل انبیای سابق کیون نہ پہونچا
یا اور طرح سی حفظ مثل رفع عیسیٰ علیہ السلام علی السماء کیون نہ واقع ہوا سوال پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند
جوابت بگویم گر آید پسند ای عزیز سیاق کلام الٰہی سی اس اسرار اور نکات باریک کو سمجہنا چاہیے کہ
انسان کا فکر اور ادراک اس عجائب قدرت الٰہی مین قاصر ہی لا علم لنا الا ما علمتنا اسیواسطی مخمس
بیشتر سب اخبار آیات کلام اللہ ابتدای حال سی آخر تک بتصریح اور تطبیق تمام بیان کر دی چونکہ اوس
حکیم علی الاطلاق نی جمیع مراتب اور مقامات اور تمام شرائف اور فضائل کبری از لسی خاص اپنی حبیب
ختم کر کے ختم الانبیا پیدا کیا اور اوس ختم الانبیا کا جان اور روح اور جزو بدن اور لخت جگر کا لخت جگر
جو کچہ کہو وہی ذات خاص خاتمہ پنجتن ہے چون خاتمۂ پنجتن پاک حسین ست جزو بدن صاحب لولاک حسین ست
در مرتبہ بالا تر از ادراک حسین است زان محور دہر گردش افلاک حسین است از نوع بشر مرتبہ اش
بسکہ فزونست آفات ہم از بہر وی از حصر برونست منظور الٰہی یہ تہا کہ سب مراتب اور شرائف
اور فضائل اولین اور آخرین اسی ذات خاص ختم المرسلین پر تکمیل اور ختم ہو وین پس اون سب مراتب
عظم مین مرتبہ شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم کا اعظم تر ہے اسکا اختتام اور تکمیل
بدون ہر گونہ مصائب اور بلیات محال تہا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے اور شکر بھی حالت
صبر مین معتبر ہے اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے جو جو مصائب اور تکالیف اور اذیت
مناسب جانے بیشتر ذات خاص اوس ختم رسالت پر ختم فرمائی کہ طوامیر دفاتر
اوس سے پر ہین نظم در مکہ چہا دید در ایام جہالت رنج و ستم و ظلم ز ارباب
ضلالت ہر گہ کہ بہ تنگ آمدہ از فرط ملالت واثق شدہ ہجرت بدل
ختم رسالت از مکہ روان شد بسوی شہر مدینہ حاصل شدہ این عز و شرف بہر مدینہ اسصورت مین کہ ہر گونہ

خروج کرکے کافرون پر چڑہ جانا اور بجبر و زبردستی مار مار کر ایمان قبول کروانا اور درصورت انکار اونکو
قتل کرنا اور اونکے مال و متاع کو غنیمت اور اہل و عیال اور اطفال کو لونڈی غلام اور عورتونکو
بی نکاح حلال طیب سمجھنا اس حالت زد و خورد مین اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھہ سے مارا جاوے
وہ شہید برحق اور اگر مسلمان قتل کرے وہ غازی ہو فقط مگر چونکہ بحکم فَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ
بی عداوت نفسانی محض بحکم خدا براہ خدا واسطے کلمہ شہادت کی تھا اس سبب سے داخل شہادت اور جہاد اور
عبادت اور باعث اجر عظیم ہوا والا بادی النظر مین خود ظاہر ہے کہ کوئی ظلم صریح اور زیادتی اور بدعت
اور مردم آزاری اس سے زیادہ نہین ہوتی کہ نصاری ابتک اعتراض کرتے ہین اور ایسے ایمان
جبری کو معتبر نہین سمجھتے چنانچہ اسکا جواب **اسرار النبوت** مین بلطف تمام معقول اور موجہ
خامۂ مولف سے برآمد ہوا ہے **فلینظر ثمہ** پس یہ شان اور ماہیت اوس شہادتکی ہے کہ بادی النظر
مین بصورت ظالمانہ ہے بخلاف اس شہادت معرکہ کربلا کی بالعکس اوسکی مظلومانہ ہے کس طرح کا غلبہ اور ظلم
اور زیادتی ناحق اور غدر ناشنوی جانب اشقیای کربلا اور مظلومی اور بیکسی اور حقیت اس طرف کی
صریح ظاہر ہے پس جس صورتمین اوس صورت ظالمانہ مین اوسقدر مرتبہ شہادت کا متحقق اور
منصوص ہے فکیف کہ یہ صورت مظلومانہ باین بیکسی غربت و کربت باہمہ حقیت باہمہ عزیزان اور
فرزندان اور موالی اور انصار ملاحظہ ہو کہ کسقدر اوس شہادت ظالمانہ پر بھی ترجیح رکھتا ہے
کہ خود اللہ تعالی اس شہادت خاص کی تعریف اور خبر بتصریح بیان جمیع مصائب واقعات کربلا
فرماتا ہے جیسا کہ بالا مذکور ہو چکا ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ الی
اخر الآیات المذکورات اور اسکا اجر اور مرتبہ اور تخصیص اور ترجیح بھی آیات مذکورہ بالا مین مذکور ہے کہ شہادت
کبری ساتھہ صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور مصائب اور مظلومیت کی جمع ہے یہ جمعیت تامہ شہداے
عام غزوات نبی کے ساتھہ کب تھی اسی راہ سے مرتبہ سید الشہدا کا خاص اسی جناب خاص کے
واسطے تخصیص پایا ہے ۵ این صبر داین بلا ہمہ شد ختم بر حسین * جز وی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار * اور اسکا اجر بھی سواے جمیع نعماے بہشت کے شفاعت کبراے اور مقام

ہزارون بلکہ لاکھون آدمی مثل ہمراہیان سالار مسعود غازی شہید ہوتے چلے آتے ہین کہان یہ شہادت صرف کہان وہ ذبح عظیم پس نکتہ باریک اسمین یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یہ ذبیحہ راہ خدا اس راہ سے کامل تر ٹھہرا کہ باہمہ ظلم و ضلالت اشقیای کربلا کلمہ گو کے ہاتھ سے ذبح ہوکر وفات پائی اور جبتک زخم خنجر کلمہ گو نہ پہونچا باہزار و نہصد و پنجاہ زخم روح اقدس نے مفارقت نہ کی اور ذبیحہ بدون کلمہ گو درست نہین بخلاف شہید کہ کافر غیر کلمہ گو کے ہاتھ سے قتل ہونا شرط ہے فافہم وتدبر ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ پس صورت تکمیل ذبح عظیم کی ٹھہری کہ مرتبہ شہادت کہ جسمین غالب ہے شہادت عام ہے اور یہ خاص اب اسکے ضمن مین صورت شہادت کی مشاہدہ کرنا چاہیے تا کوئی مرتبہ فضلیت کا اوٹھ نرہے شہید کی شان عظیم ہے کہ اوسکا قاتل جہنمی خلود فی النار ہو یہ بات یہان بخوبی تمام حاصل اور منصوص ہے چنانچہ اشرار کربلا کی جانب نسبت کفر کی اللہ تعالی بھی فرماتا ہے کہ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ پھر اسکے بعد بمقام عدم قبول توبہ مکرر فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ خود ظاہر ہے کہ مصداق مضامین ان آیات کے اشرار کربلا پر اسقدر صادق اور مطابق واقعی ہین جیساکہ مذکور ہوچکا اس راہ سے بلفظ کفر بھی اللہ تعالے نے انکا ذکر فرمایا گو زبان سے کلمہ بھی کہتے تھے اور نماز بھی پڑہتے ہون کہ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ خود اللہ تعالے فرماتا ہے اور پھر بلفظ کفر مکرر ارشاد فرمایا اور بظاہر کلمہ گو زبانی ہونا واسطے ذبیحہ کے کافی ہے کہ سب قصاب ذابح البقر کا یہی حال ہے فقط زبانی کلمہ کہنا وہ بھی بالفاظ غلط جانتے ہین کبھی نماز روزے سے خبر نہین اونکے مقابلہ مین یہان بظاہر نماز روزے کی صورت تھی پس بنظر کلمہ گوئی زبانی کے تو ذبیحہ درست ٹھہرا و جاہیہ المقتولے اور بنظر نسبت کفر اور خلود فی النار منصوصہ کے شرط شہادت کی بھی بخوبی ادا ہوئی اب صورت فضلیت اور تخصیص اس شہادت خاص کی سب شہدای غزوات نبی پر ملاحظہ کرنا چاہیے ظاہر ہے کہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت یہ تھی کہ خود غلبہ اور زیادتی او

بیان تکمیل مرتبہ شہادت ۱۲

بیان صورت افضلیت شہدای کربلا بر شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

خاص خدا اس روز کے واسطے اوٹھہ رہا تھا کما وقع پھر یہان فدیہ بھیڑ بکری کا کیون آنے لگا کہ یہ خود
فدیہ مطلوب خدا تھا اور وہان فقط امتحان تھا یہ نکتہ اند کے غور اور خیال نہین کیا جاتا ہی کہ ایکہزار
نوسے پچاس زخم جسم مبارک پر پہونچے تھے او سوقت تک روح مقدس زخم ذبح خنجر کی منتظر تھی کہ
بدون ذبح روح مبارک نے جسم اقدس سی مفارقت نکی پھر اسجگہہ خنجر قاتل مثل کارد ذبح اسمعیل کیون
کُند ہونے لگا کہ وہان فقط امتحان تھا اور یہان اختتام وہ فدیہ معاف اور یہ فدیہ ازل سے
بدرخواست خود مطلوب اور مقبول اور محبوب سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پس اگر فقط
محض شہادت صرف پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہای کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے کہ نوبت ذبح خنجر
کی پھونچی اسی نکتہ سی سمجھنا چاہیے کہ مفہوم ذبح عظیم بمفاد فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ کس طرح صادق
آتا ہی اگر زخمہای سابق سی وفات ہوتی فقط اطلاق شہادت ہوسکتا تھا مفہوم ذبح عظیم کا صادق
نہ آتا فافہم وتدبر دفع شبہہ و تحیر دیگر اور وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت مین شبہہ تھا کہ کافر غیر
کلمہ گو کی ہاتھہ سی قتل ہونا اور محض واسطی کلمہ شہادت کی بلاغرض نفسانی جنگ واقع ہونا شرط شہادت
ہی اسقدر ہجوم مصائب اور شدائد اور تکالیف شاقہ کہ چشمہ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا کچہ لوازم
شہادت سی نہ تھا اور اسقدر توہین اور اسیری اہلبیت رسالت اور شکست فاش لشکر اسلام اور
منصوری اور کامیابی اعدا بھی لوازم شہادت سی نہ تھی جیسا کہ مقام تحیر مین اوپر مذکور ہوچکا ہے اب
اس سر نازک اور نکتہ باریک کو سمجھنا چاہیے کہ اسی نکتہ خاص سی بتوثیق تمام ثابت ہوتا ہے
کہ مفہوم فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ سی بے شبہہ یہی فدیہ اور ذبیحہ مقبول خدا مراد ہی اس ذبح عظیم کا مرتبہ
شہادت سی کہین بالاتر اور اعظم تر ہی گو شہادت بھی اسکی ضمن مین خود حاصل ہی اس مرتبہ اعظم ذبیح اللہ
کی مقابلہ مین شہادت دون مرتبہ ہی اور آسان تر ہی کہ شہادت مستلزم اسقدر اجتماع جمیع آفات
اور مصائب کی نہین کہ چشمہ آب بھی خود بخود گم ہو گیا یہ بات اور ہے مقام اور ہے نہ محض شہادت
کہ علی العموم ہر شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جب کسی مشرک بت پرست سی زبردستی کلمہ شہادت
کھلایا جاوی اور وہ نہ کہے اوس سے لڑمرے شرط شہادت ادا ہوجاتی ہے کہ اس طرح

کہ اشک ریزی ماتم حسین مین عین دلیل اور امتحان محبت ہی اور یہی محبت اہلبیت آخرکار محبت الٰہی تک
منتہی ہوکر عین ایمان ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ جیسا کہ بیشتر بشرح وبسط تمام مذکور ہوچکا ہے
اس صورت مین یہ جو متعارف اکثر مرثیون مین بیان ہی درست ہوسکتا ہی کہ امت کے بخشوانے کیواسطے
اپنا سر دیا یعنی بسبب اس معرکۂ خاص کربلا کے ادہر اوس شافع محشر مظلوم دادخواہ کو اوس جوش غیظ و
غضب الٰہی مین جرات سخن کی زیادہ تر ہوئی اور ادہر گریہ وبکا ماتمیونکا پایۂ امتحان اور محبت اہلبیت
اور قوت ایمان ہوکر پایۂ مغفرت اور اجر اُخروی ہوا پس درحقیقت یہی سانحہ خاص کربلا کا اسکا
سبب واقع ہوا جیسا کہ مرثیۂ مذکور مین مذکور ہوچکا ہے کہ ع این محض پے مغفرت ما شیعیانست الخ
فافہم وتدبر پس جو شخص کہ آج مصائب اہلبیت پر گریان ہی اوسکا اوس روز خندان ہونا مسلّم
ہی جیسا کہ آج آنسو نکلنا بتصنع اور بارادہ بدون جوش آتش محبت ممکن نہین ویسا کل کے روز
کہ ع اولو العزم را دل بلرزد ز ہول ہنسنا بتصنع باختیار خود ممکن نہوگا مگر بتقاضای جوش محبت
اہلبیت وہ تعذیب اور رسوائی اشرار ظالمین کربلا دیکھکر بے اختیار محبان اہلبیت ہنس پڑین گے
کما نص علیہ القراٰن وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ اور اسی کے مقابلہ مین
یہ ہنسی مومنین کی دیکھکر صدمۂ عذاب آتش روحانی جو کچہ کہ کافرون پر گذریگا خود ظاہر ہی جیسا کہ پیشتر
مذکور ہوچکا ہی ع فریاد از آنزمان کہ جوانان اہلبیت ماتم کنان بعرصۂ محشر قدم زنند ۔ اور جو بسبب
کُند ہونے خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمٰعیل علیہ السلام اور نہ پہونچنے فدیہ اور نہ پہونچنے امداد غیبی کے
مثل انبیاء سابقین باہمہ امتحانات سخت مایۂ حیرت واستعجاب عالمیان ہی اسکو بھی اندکے بتوجہ
خاطر سمجھ لینا چاہیئے یعنے سب انبیای سابقین کیواسطے فقط امتحان تھا اور یہان اختتام اور تکمیل تام
وہان اگر کارد ذبح کُند ہوجاتی اور فدیہ نہ پہونچتا تو سب مرتبہ کمال صبر اور رضا اور تسلیم اور خلت
اور شہادت کا وہین ختم ہوجاتا یہان کیواسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین مل چکا یہ مرتبہ شفاعت
کبری کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین ہوتا کہ لفظ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اللہ کیطرف سے
کبری ذبیحہ پر کب صادق آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شاۃٍ یا کبشٍ نہ فرماتا یہ ذبح عظیم فدیہ

بخوبی تمام ہو سکتی ہے اور کسی نبی کو ایسے ہنگام غیظ و غضب مین مجال سخن کب ہو سکتی ہے ع اولو العزم را
دل بلرزد ز ہول ٭ کیونکہ وہ سب اپنی داد دنیا مین پاچکے اور یہان باقی سے ۵ ترسم ازین گناہ شفیعان روز
حشر ٭ دارند شرم گر گنہ خلق دم زنند ٭ اور حضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ میدان محشر مین آنا اور
ملائک کا طَرِّقُوا کہنا اور سب اہل عرصات کا بپاس ادب پردہ داری آنکھ نیچی کرنا جو احادیث صحیحہ معتبرہ سے بالاتفاق
ثابت اور مسلم ہے نہ یہ کہ محض اس دادخواہی کیواسطے اس جاہ و حشم سے ایسے مقام پر ایسی حال مین تشریف لاوینگی
یہ دادخواہی اور تعذیب ایسے اشقیا کی کب اس روز پر اوٹھہ رہی گی کہ نوبت استغاثہ اور دادخواہی کی بھی پہونچنے
پاوے بلکہ خود منتقم حقیقی قاضی محشر سب اشرار کربلا کو بحکم يُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ طرح طرح کی عذابات مین
پیشتر ہی مبتلا کر کے واسطے مزید شدت عذاب روحانی کی سب ذلتین اور رسوائیان اور عذابات اونکی سب
اہل عرصات کو عموماً اور جناب حضرت خاتون قیامت اور سب شہدائے کربلا کو اور سب مومنین محبان
اور ماتمیان حسین علیہ السلام کو خصوصاً دکھاویگا کہ یہ خوشی مومنین کی امتحان ثانی اور لذت روحانی ہوگی جیسا
دنیا مین رونے سے امتحان محبت اہل بیت کا تھا اور اسیکے مقابلہ مین اشرار کربلا کا صدمہ عذاب
روحانی تصور کیا جاوے کہ سب عذاب جسمانی پر غالب ہوگا خصوصاً جب مرتبہ شفاعت عام کا اور اپنی محرومی
اپنی آنکھون دیکھینگے اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ خود ظاہر ہے کہ اونکے
دلون پر کیا گذریگا یہ آتش حسرت روحانی سب آتش دوزخ جسمانی پر ہزار مرتبہ شدید تر اور تیز تر ہوگی —
نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اسکے مقابلہ مین سب مومنین محبان اہلبیت اور
ماتمیان حسین ع اپنے دلونکو دیکھین اور غور کرین کہ اس لذت روحانی کے مقابلہ مین کوئی لذات جسمانی
اور شہوانی بہشت کی خیال مین آتی ہین چنانچہ یہ دکھانا عذاب اشرار کربلا کا سب مومنین کو آیہ مذکورہ بالا سے
بتصریح تمام ثابت اور منصوص ہے کما قال عز و جل وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ
اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ ترجمہ اسکا اوپر مذکور و
مرقوم ہے لفظ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے سوائے محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کے کون مراد ہو سکتا ہے

که تزلزل فتد بروح وملک * درآنزمان که درآید بلرزه عرش علی * درآن زمان که ملائک رسند صف صف در
رجاء رَبُّك چون معنی شود پیدا * هَلِ امتلأتِ بدوزخ دمے که گفته شود * کند بهرهٔ هَل مِن مَزید
حشر بپا * سقر شَهِیق زَفِیرِ مهیب بردارد * تمام عالم امکان شود ته و بالا * دهند نامه بهر یک
چو از یمین و یسار * کنند از پی وزنش ترازوی برپا * اَلَا کَمَالَهٗ مِن قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ * بد فتد چو بسی
تُبلَى السَّرَائِرُ بملا * زند چو مرضعه هم شیرخواره را بزمین * شود ز تهلکه اسقاط حمل از حبلی * چو انبیا
همه از یک بدیگر اندازند * بحضرتش نه مجالِ سخن بود اصلا * درآن زمان که زند جوش شان قهاری
از و رسد لِمَنِ الْمُلْکُ هر طرف چو صدا * درآنزمان که اولوالعزم را بلرزد دل * پی شفاعت امت
نه جرأت و یارا * درآن زمان که بگویند انبیا نفسی * مگر یکی که فقط امتی بود گویا * درآنزمان بجنابش
کرا مجال سخن * بجز کسی که بود در مقام محمودا * بحکم سابق او رخصت سخن یابد * که خود نمود زِ اِلَّا بِاِذنِهٖ
استثنا * الخ پس ایسی وقت مین خیال کیا جاوے کہ باوجود حکم استثنای اِلَّا بِاِذنِهٖ اور باوجود وعدہ
ہرگونہ شفاعت اور مغفرت کے مقام عبودیت اور خشیت مین کس طرح کسی مخصوص مقرب کو
ایسی احکم الحاکمین ذوالجلال والکبریای والجبروت کے سامنے ایسے وقت کمال غیظ وغضب مین
جرأت سخن ہوسکتی ہے سے آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را * جز آنکه دهد درره او لخت جگر را *
آنرا که چنین حق شده ثابت بر یزدان * آنکس که فدا شد بره حق بدل وجان * آنکس همه تن غرق بخون
با دل بریان * پیراهن پرخون بکفِ والدهٔ آن * خواهد چو باین شکل بمحشر ز خداداد * یابد بیقین سبط
پیمبر ز خداداد * آن داد چه خواهد عوض اینهمه خدمت * از حضرت حق مغفرت جمله امت * بار از گنه
سوی زمین دید ندامت * او باز کرم دستِ دعا بهر شفاعت * هر یک از پی خویش براند بجنان وقت
او است من گفته بخواند بجنان وقت * پس اب سمجھنا چاہیے کہ اشرار ظالمین کربلا کو روز ازل سے
کاتب قضا ملعون اور معذب ابدی خلود فی النار لکھ چکا ہی جسکا بیان آیات منصوصہ سی بشرح وبسط
تمام مذکور ہوچکا اس صورت مین ایسی اشرار معذب ابدی کیواسطے فریاد اور استغاثہ کی اومید نجات
کب تھی مگر یہ کہ اس سانحہ عظیم سے جرأت سخن کی البتہ ایسی مظلوم ستم رسیدہ کو ایسی وقت مین

کہ از کدام مقام سخن میرود ۹ اکنون نفسی بر سخنم گوش فرادار * خاموش خبردار خبردار خبردار * پاسِ
ادبِ حضرتِ شبیر نگہدار * زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر * دریاب کہ مقصود ازین نظم و بیان چیست ؟
در پردۂ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست * دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم * ناکام چرا رفت ز دنیا
شہِ مظلوم * بیجرم یکے قتل شد و یک شدہ مسموم * با سینۂ صد چاک و دل خستہ و مغموم * نا یافتہ کامِ
دلِ خود چون دگران آہ * رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ * اینست درین مصلحت ایزد اعلیٰ *
کین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا * وین کار بود لائق بسیار جزا ہا * زین ہر دو جزا ایش شدہ موقوف
بعقبیٰ * آن چیست جزا مغفرت امت عاصی * وز جرم و خطا معذرت امت عاصی * اب یہان
نغز سخن کو سمجھنا چاہیے کہ جب حاکم زبردست قوی و توانا اور حلیم مدت مدید تک ضبط اور درگذر اور
اغماض کرتے کرتے یکبارگی جوشِ غیظ و غضب مین آتا ہی اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ اوسوقت کسی مقرب
اور عزیز و قریب کو مجال دم مارنے کی نہین ہوتی ہے مگر مظلوم ستم رسیدہ دادخواہ کو ایسی ہی مقام
مین زیادہ تر روے سخن اور جرات گویائی ہوتی ہے اور حاکم غضبناک کو بھی خاصۃً عین اوسی
حالت غیظ مین روی رحمت اور کمال توجہ بالطبع اوس مظلوم دادخواہ کی طرف ہوتی ہے
چہ جاے کہ اوسی مظلوم ستم رسیدہ کا حال دیکھکر شان قہاری جوش مین آئی ہو اب اوسوقت کا
حال خیال کرنا چاہیے کہ جب ایسی مظالم اور بغاوت اور طغیان اور شقاوت اشقیاے کربلا
اور مظلومی ایسی خیر الخلائق بیگناہ معصوم محبوب المحبوب کی دیکھکر ایسی حلیم قادر توانا کو بعد اسقدر مدت
دراز کے جو یکبارگی غیظ و غضب آویگا اوسوقت کا حال تصور کیا جاوے کہ کیا ہوگا کَلَّآ اِذَا
دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ
يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى الخ اور دوزخ کا حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب
ہے کہ شق ہو جاوے مارے غیظ و غضب کے تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ العظمۃ للہ الواحد القہار
ع اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول * بشنو بشنو جلالت و عظمت کبریائی و جبروت * دمی کہ جلوہ کند
جلشانہ ابداً * در آن زمان کہ بیک نیزہ آفتاب رسد * در آن زمان کہ بہم بر زنند ارض و سما * در آن زمان

کی مقابلہ ہو دوسرے یہ غایت حفظ ضعف اسلام اختتام اس شہادت کا جناب رسالت پر ملتوی ہو کر یہان ختم ہو سو اس سانحہ کربلا مین کوئی صورت ضعف اور توہین اور ہزیمت اسلام اور اہلبیت رسالت کی اوٹھ نرہی سو وہ حفظ ضعف اسلام بھی نہوا تیسرے اختتام شہادت نبوی اگر اسی پر موقوف تھا با سہل ترین وجوہ ممکن تھا پس اگر قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار اور بلای جوع اور عطش اور مسافرت اور اسیری اہل وعیال شروط لوازم شہادت سی سمجھا جاوی سب شہادات منصوصہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم باطل ہوئی جاتی ہین کہ وہان یہ شروط ادا نہین ہوئین چوتھا تحیر یہ تھا کہ بلا بقدر ولا ضرور ہی یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بلا اور مصائب اور تکالیف امر آخر ہی اور دشمنون کے مقابلہ مین نصرت اعدا اور ہزیمت اور توہین ایسی بیگناہ محبوب معصوم کی اور توہین اسلام کی البتہ بایہ حیرت ہی پانچوان تحیر یہ تھا کہ یہ ہجوم بلیات محض واسطے امتحان کی تھا یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بعد تکمیل امتحان کے چاہیئے تھا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام کے خنجر شمر لعین کند ہو جاتا اور فدیہ اور امداد غیبی پہونچتی یہ بھی نہوا چھٹا تحیر یہ تھا کہ اور سب مظالم اور مصائب تو اشقیای کربلا کی طرف سے پہونچی کہ ملعون اور معذب ابدی ہوے بارے چشمہ آب خیمگاہ کربلا مین کسنے غائب کر دیا اسمین کیا بھید تھا ساتوان استعجاب یہ کہ اس سب بلیات اور مصائب اور مظلومیت اور شہادت اور تکمیل صبر اور رضا اور تسلیم کے اجر مین اگر تمام نعمای بہشت بہشت اور سب حور قصور حاصل ہوا تحصیل حاصل ہوا کہ یہ جناب خاص ازل سے قسیم النار والجنہ ہی ع نعمای جنان ہمراہی بخشند * کونین بیک نیم نگاہے بخشند * جائے کہ بہشت را بیک جو نخرند * اینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند * فقط پس ان سب تحیرات اور ترددات اور استعجاب کا رفع ہونا ضرور ہے تا معلوم ہو کہ ایسی واقعات حیرت افزا مین اسرار الٰہی کیا ہین فقط بیان اسرار عجز کربلا و وجہ کند نشدن خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام و وجہ نرسیدن فدیہ و نرسیدن امداد غیبی مثل دیگر انبیاء سابقین و غائب شدن چاہ خود بخود از خیمگاہ کربلا و صورت تکمیل شہادت و اختتام مراتب نجات و استقامت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و مصائب اندر گوش ارادت در کار ملاحظہ رود

بیان اسرار [illegible] کربلا و دفع تحیرات [illegible]

يُّضْلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ یہی حال یزید اور سب اشقیای ظالمین کربلا کا سمجھنا چاہیئے جسطرح یہان سب مراتب اعمال شقاوت کی اشرار کربلا پر ختم کرنا ازلی تھا کہ اوسکے یہ سب اسباب اور آثار عالم اسباب مین ظاہر ہونا ضرور ہوا اسیطرح سب مراتب سعادت کی اور اختتام اور تکمیل جمیع مراتب صبر اور رضا اور تسلیم اور شہادت اس خاتمہ پنجتن پر ختم کرنا ازلی تھا کما وقع کسواسطے کہ بدون وقوع ظلم اور مصائب اور بلیات کے امکان صبر و رضا اور تسلیم کسطرح متصور تھا کہ صبر بلا پر ہوتا ہی نہ راحت مین پس واسطے تکمیل صبر کے بلا ضرور ہوئی اور بلا اور ظلم پہونچانے کیواسطے ظالم کا ہونا ضرور ہوا اور ظالم کا خلود فی النار اور معذب اور ملعون ابدی ہونا مسلم ہوا کہ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ اس صورت مین اشقیا ازلی اور ظالمین اور شیطان لعین کا معذب اور ملعون ابدی ہونا ضرور ہوا کہ مظہر قہر کا مقہور اور مظہر رحمت کا مرحوم ہونا مسلم ہے ؎ ہر گرا بینی بعالم مظہرے از نام اوست ✤ بعض مردم مظہر قہار بعضی الرحیم ✤ مظہر قہار مقہور ست آخر بالیقین ✤ مظہر رحمان بود در رحمت حق مستقیم ✤ ہر صفت کان در تو ظاہر شد ز اسمای صفات ✤ در ہمان آخر بہ پیوندی بحکم آن حکیم ✤ متصف ذات خدا در ہر صفت باشد ولے ✤ قابض از قہر بخیل و باسط از مہر کریم ✤ قس علے ہذا مآل مظہر ہر اسم او ✤ جنس با ہمجنس پیوندد دوم امیدہیم ✤ من چرا گویم کہ این کن آن مکن ای ہوشمند خود تامل کن چو داری بہرہ از رای سلیم ✤ ہرچہ خواہی کرد آخر در ہمان شامل شوی ✤ میشود ہر شی با اصل خویش راجع از قدیم ✤ جنس سوی جنس خود البتہ مائل میشود ✤ اندرین ظلمی نباشد از خداوند کریم ✤ ور بدی بالعکس تا البتہ جائی نقص بود ✤ ورنہ باشد این چنین پس نیست ایرادی ندیم ✤ یہ رفع تحیر اور تردد تو اس مضمون سی بواقعی ہو گیا باقی رہا شر در نفس امارہ بالسوء کا کہ بحکم خدا اور باختیار خدا ہی انسان ضعیف البنیان سی کیون سرزد ہوتا ہی یہ بحث اور بھی بہت دراز ہی یہ مختصر اس بیان کا گنجایش پذیر نہین یہان اس بیان کی شرح اسکی کتاب اسرار حکمت اور اسرار واحدی اور معرفۃ النفس اور دافعہ قضا و قدر اور مسئلہ جبر و اختیار مین بواقعی بیان کی گئی ہی فلینظر ثمہ باقی رہی اور تحیرات مذکورہ بالا کہ عمدہ ترین شرط شہادت کی یہ ہی کہ مشرک غیر کلمہ گو سی محض واسطے کلمہ شہادت

قتل معمد یہ استحقاق سزا اور جزا کی رکہتا ہے مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ جب یہ حکم عام
سزا اور جزا کا سب ظالمین اور مومنین کے واسطے علی العموم منصوص ہے پس اگر مظالم اور شہداے کربلا کا
بہی اسیطرحکا مکافات اور اجر منصوص ہوا کون تخصیص اور تکلف ہوا کہ سب نعمای بہشت قبل ایسے
مظالم اور مصائب شدیدہ کی ایسے بیگناہون خیر محض معصوم کی واسطے مسلّم اور متحقق ہی بارے ایسی مظالم
اور مصائب کا نتیجہ اور اسرار کچہ معلوم نہوا ٥ پسندیدہ پرسیدای ہوشمند ٭ جوابت بگویم گر آید پسند ٭
پہلے شبہہ اول ور تجیر ہفتم کو دفع کرنا مقدم تر ہے کہ جس حالت مین اسکا فاعل درحقیقت خدا ٹہرا کہ
مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اسصورتمین یزید ملعون اور اشرار کربلا کی ملعون اور معذب ابدی
ہونیکی کیا وجہ **جواب** اب اوسکو بعینہ اسطرح سمجہنا چاہیے کہ خالق افعال بندگان اور خالق شر نفس اور
شیطان کا اللہ ہی کہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور شیطانکو خود اللہ نے نفوس بشر پر مسلط و معین کیا
اور انبیا کو شر نفس کے ہاتہہ سی عاجز کیا کہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ خود بزبان انبیا
فرماتا ہے اور کسی نبی کو نفس پر اختیار نہین دیا کہ خود اپنے حبیب نبی برحق سے فرماتا ہی قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اور پہر شیطان لعین کو اوسنے اختیار دیا
کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ اور خود شیطان کو حکم اغوا کا
دیا کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ
الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا الخ پہر اس صورت مین شیطان کا کیا قصور کہ ازل سے اسی
کام پر مامور ہے جو کچہ ہوا بحکم تقدیر خدا ہوا پہر شیطان کو معذب اور ملعون ابد سے
خلود فی النار کیون کیا اور انسان کو بجرم شر نفس کیون ماخوذ کیا پس جو صورت شیطان کے
معذب اور ملعون ہونے کی سمجھی جاوے وہی نظیر بعینہ یہان بھی سمجھی جاوے کہ جس فاعل
مختار نے کسیکو ازل سی شقی اور ملعون ازلی پیدا کیا اوسی سی عالم ظاہر مین سب کام شقاوت
اور بغاوت کی ظاہر کیے تا موافق حکم ازلی استحقاق لعنت ابدی اور تعذیب کا پیدا کرے کہ مَنْ

اور تائب ہوا ہو یا پیشتر سے شریک یزیدیون کا نہوا ہوا اور بعد معرکہ کربلا کی نادم اور تائب ہوا ہو
پس ایسی خاص لوگونکی استثنا خود اللہ تعالیٰ باین الفاظ فرماتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس یہ استثنا خاص بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور مطابق حال
واقع کربلا ہی یعنی مگر وہ لوگ کہ توبہ کی اون لوگون نے بعد اسکی اور اصلاح کی پس ہر آینہ اللہ غفور الرحیم
ہی فقط بعد اسکے جو اور اشقیای کربلا مرتے دم تک کفر اور بغاوت اور شقاوت پر قائم رہے
اور زیادہ کفر اور طغیان کا غلبہ کیا کہ تصریح شقاوت اور مظالم کی کتاب سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین
مین واضح تر مذکور ہی وہ لوگ شاید اگر ہنگام نزول بلا بخوف تیغ انتقام مختار ثقفی آخر کار توبہ پر بھی ناچار ہو کر
رجوع ہوئی ہووین یہان خبر عدم قبول توبہ تخصیص خاص اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ یعنی وہ لوگ کہ
کافر ہوگئے بعد ایمان کے پھر زیادہ تر کیا کفر کو نہین قبول کیجاوی کی توبہ اونکی وہ لوگ ضالہ گمراہ ہین
فقط اب ان سب تصریحات تامہ کو ملاحظہ کیا چاہیی کہ اول سی آخر تک بعینہ ہر جزئیات مطابق واقعات
کربلا کے واضح تر ہی اور سوای واقعہ خاص کربلا کسی جگہہ اور کسی سانحہ سی ان سب آیات قرانی کی
مطابقت نہین ہوسکتی ہے فافہم وتدبر اب معلوم کرنا چاہیی کہ یہ سب اخبار قبل الوقوع واقعات
کربلا از روی آیات منصوصۂ قرانی بیان کیے گئے اور بعد الوقوع تطبیق ہر مصیبت اور ہر واقعہ کی آیات
قرانی سے بواقعی معلوم اور ثابت ہوئی مگر اس سے رفع ترددات اور تحیرات مذکورہ بالا نہوا بلکہ
اور زیادہ تر اوس تحیرات کو قوت ہوئی خصوصاً تحیر ہفتم کو زیادہ تر قوت ہوئی کہ جس حالت مین
بحکم خدا اور بفعل خدا اور بارادہ خدا بہ تقدیر مشیت ازلی یہ سب واقع ہوا جسکی خبر اللہ تعالیٰ کلام اللہ
مین فرماتا ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا معہذا ایسے ظلم عظیم اور شقاوت قوی کی مکافات مین اگر ایسے
ملاعین اشقیا عذاب دائمی جہنم مین مبتلا ہوی اور اوسکے اجر مین سب شہدا مظلوم بیگناہ
خیر محض ہزار گونہ نعمای بہشت اور رحمت اور رضوان الٰہی مین مستغرق ہوئی یہ کب ایسی مظالم اور
بغاوت شدید کی سزا ہی اور کب ایسی خیر محض مظلوم بیگناہ معصوم کا اجر ہے کہ ہر مومن بیگناہ کا

مِنْ سَبِیْلٍ یعنے کوئی نہوگا واسطے اونکے حمایتی جو بچاوی اونکو علی الرغم اللہ کے اور جسکو ہمیری نکرے اللہ پس نہین ہی واسطے اوسکے کوئی راہ فقط یہ اخبار عذاب دائمی کیواسطے اشرار ظلام کربلا کے سورہ حمعسق مین بالاجمال ہین اسکے سوای اور جگہنہ بھی بتصریح تمام اخبار ملعون ابدی اور عدم قبول توبہ اشقیای کربلا بالتخصیص وارد ہی کما قال عزّ وجلّ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ الخ اب واسطے ملاحظہ مضامین ان آیات بینات کے امعان نظر بھی درکار نہین ملاحظہ ہو کیسا صاف صاف واضح تر مضمون مصرحہ آیات قرآنی مطابق حال اشرار کربلا کے ہی کہ بے پردہ صاف صاف اللہ تعالی فرماتا ہی کسطرح ہدایت کریگا اللہ تعالی اون لوگون کو کہ کافر ہوگئے بعد ایمان لانے کے اور شہادت دیچکے کہ ہر آینہ رسول خدا برحق ہی اور آئین واسطے اونکے آیات بینات اوپر تصدیق رسالت کے اور پھر اوس رسول سی منحرف ہوگئے اللہ نہین ہدایت کرتا ہی قوم ظالمونکو اون لوگونکی جزا یہ ہی کہ اوپر لعنت ابدی اللہ کی اور تمام ملائک اور تمام آدمیون کی ابدا موبدا نہین تخفیف کیا جاویگا کبھی اونسے عذاب اور نہ امداد اور نہ نصرت کیجاوینگی کبھی یعنی حمایتی اور مددگار اور شفیع کوئی نہوگا اور سب جن و انس اور ملائک اور خدا اونپر لعنت بھیجین گے ہمیشہ فقط بس ملاحظہ ہو کہ یہ سب مضامین مصرحہ آیات قرآنی کسقدر بعینہ حرف بحرف ملاعین اشقیای کربلا پر صادق آتی ہین کہ ازلسی مورد بین تمام کائنات ہین خصوصاً تخصیص لفظ ظالمین سی سب مرتد اور کافر اور مشرک اور فساق فجار نکل گئی اور لفظ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ اور لفظ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ کسقدر اس تخصیص خاص کو قوت دیتی ہی فافہم وتدبر اور یہ بھی خوب معلوم ہی کہ بعض لوگون نے قبل جنگ کربلا ہمراہی لشکر یزید سی کنارہ کیا اور توبہ بھی کی مثل حضرت حر یا اونکا بیٹا اور غلام یا شاید پسر یزید نے بھی ریاست مغصوبہ سے کنارہ کیا اور جو کوئی اس قبیل سی ہو کہ پیشتر سی کنارہ کش

گنہگاروںکو جسوقت دیکھین گے گنہگار یعنے اشرار کربلا عذاب آلہی کو کہین گے کہ کسطرح دنیا
مین پھر جانے کی بہی کوئی راہ ہوتی یعنے دنیا مین پھر جاتے اور اپنے گناہ اور مظالم
مظلومان کربلا سے بخشواتے کہ یٰلَیۡتَنِیۡ قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ یعنے کاش پھر دنیا مین زندہ
ہوتے اور اسکا عذر و معذرت کرتے فقط اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ سب ملاعین کربلا
بے توبہ مرے اور اونکی توبہ زبانی قبول بہی نہ ہوئی جیسا کہ بجائے خود بعد اسکے مذکور
ہوتا ہے پھر ترجمہ ہے اوسی آیہ مذکورہ بالا کا کہ دیکھے گا تو اے محمدؐ اون ظالمونکو جب سامنے
کئے جائینگے آتش جہنم کی جھکی ہوئی ہوئین گی اونکی آنکھین اور تیری آگے ماری ذلت
اور ندامت اور روسیاہی کے اور تیری طرف آنکھ چار نکر سکین گے اور وہ دیکھین گے تیری طرف
مِنۡ طَرۡفٍ خَفِیٍّ یعنے نیچی آنکھون کنکھیون سے ڈرتے ہوے اور اونکو دیکھکر مومنین
ایماندار کہین گے اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَاَہۡلِیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یعنی مومنین
محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین خوش ہو ہو کہین گے کہ ہر آئینہ یہ زیانکار خاسرین وہ ہین کہ خسران
اپنی نفوس اور اپنی اہل کا کیا جو اونکے شریک اور معاون تھے روز قیامت مین فقط یہان مفہوم
معنی اوس نکتہ مذکورہ بالا کا سمجھنا چاہیے کہ جیسا اس دنیا مین اس مصائب کربلا کے رونے
سے امتحان محبت اور ایمان ماتمیان ہے ویسا ہی عاقبت مین حال ذلت ظالمین دیکھکر
ہنسنے سے امتحان ہوگا کہ فَالۡیَوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ اسی مقام سے
اشارہ ہے اب مفہوم معنی اصل آیہ مذکورہ بالا کو سمجھنا چاہیے کہ بعد لفظ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ کے
اللہ اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابٍ مُّقِیۡمٍ یعنے آگاہ ہوا اے
محمد کہ ہر آئینہ ظلم کرنے والے بیچ عذاب دائمی کے ہین ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ ظالمین کی فرمائی
مشرکین اور کافرین نہین فرمائی اور اوپر بھی اسکے آیہ بالا مین لفظ تَرَی الظّٰلِمِیۡنَ ہی تا مخصوص
اشرار کربلا سمجھین جاوین کہ اونسے زیادہ تر روی زمین پر کون ظالم ہوگا اور پھر بعد اسکے
فرماتا ہے وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنۡ اَوۡلِیَآءَ یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ

اعداکو پھر تو زیر دم تیغ رکھ لیا ❊ تیغ دو دم سی شاہ نی ہر اک کو دو کیا ❊ گہہ جام مرگ میمنہ کی فوج نے
پیا ❊ گہہ میسرہ کی فوج کو شہ نے ہٹا دیا ❊ ہر گہ کہ از نیام بر آورد ذوالفقار ❊ افتاد مثل برق بمیدان
کارزار ❊ ہیبت سی سامنی نہین آتا تھا ایک بشر ❊ آتا وہی تھا آتی تھی جسکی قضا اگر ❊ آتی ہی شاہ کرتی تھے
فی النار والسقر ❊ شور نشور کر دیا اعدا کو مار کر ❊ در دست داشت تیغ قضا جلشانہ ❊ ہاتف بگفت صل
علی جلشانہ ❊ پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ جیسا وہان جناب سید الشہدا کو بلفظ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ الخ
اس مقاتلہ مین معذور رکھا کہ بسبب اتمام حجت اور مظلومیت کی نہین ہی اوپر لشکر اسلام کے راہ گرفت
اور الزام کی ویسا ہی لشکر ظالمون پر حجت الزامی اور راہ گرفت قائم ہوئی ہی کہ فرماتا ہی اِنَّمَا السَّبِيلُ
عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
یعنی نہین ہی راہ گرفت اور الزام کی مگر اون لوگون پر کہ ظلم کیا ہی اون لوگون نی اوپر آدمیون کے
اور بغاوت کی ہی اوپر زمین کے ناحق وہ لوگ ہین کہ جنکے واسطے عذاب دردناک ہی فقط یہ
بعینہ مصداق حال اور مآل کار باغیان بنی امیہ ہے بعد اسکے ترتیب وار یہ ہی کہ وَلَمَن
صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ یعنی جسنے کہ صبر کیا اور عفو اور درگذر کی ہر آئینہ یہ عزم
امور سے ہی یعنی بڑا ضبط اور صبر کار اولو العزمانہ علو ہمت کا ہی فقط یہ بعینہ مصداق حال جناب
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے بعد اسکے تمام حال خسران مآل یزید اور ہمراہیون
اوس ملعون اور تمام اسرار کربلا کا بشرح و بسط تمام ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اللہ فرماتا ہے وَمَن يُضْلِلِ
اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن
سَبِيلٍ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ
فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَمَن
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ترجمہ لفظی یہ ہی کہ اور جسکو راہبری نکرے اللہ تو نہین
واسطے اوسکے کوئی دوست رہنا بعد اللہ کے اور تو دیکھے گا اے حبیب مخاطب

ظَلمِہٖ فَاُولٰئِکَ مَا عَلَیْہِم مِّن سَبِیلٍ الخ یہ مضمون بعینہ مطابق حال جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ
والسلام ہی یعنے جو کوئی کہ ناچار ہو کر بعد اتمام حجت بدلا لیوی بعد مظلوم ہونے کے پس اون لوگون پر
نہین الزام ہے کہ معذور تھے اور کوئی دقیقہ قطع حجت اور در گذر اور معذرت کا اوٹھا نہین
رکھا آخر کار ع چو دست از ہمہ حیلتی درگسست ۞ حلال است بردن بشمشیر دست ۞ یہ جنگ
بطور دفاع شرا عداتھی نہ بقصد کما ہو ظاہر یہان سے ایک بڑا تحیر اور تردد عظیم دفع ہوا کہ جناب
حضرت امام حسن علیہ السلام نے مصالحہ کیا اور یہان معرکہ کربلا مین بالعکس واقع ہوا پس اگر
وہ مصالحہ اللہ کے نزدیک احسن اور بجا تھا چاہیئے تھا کہ یہ جنگ اور مقاتلہ کہ اوسکے برخلاف
واقع ہوا عند اللہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اللہ کے نزدیک بجا تھا چاہیئے تھا کہ وہ مصالحہ
اولین نا درست ہوتا یہ دونون امر متضاد اور متناقض مقدمہ واحد مین کس راہ سے اللہ کے
نزدیک احسن اور اولی ٹھہرے پس اب خود اللہ تعالے بمفہوم معنی ان دونون آیہ کریمہ کے
وہ سب تردد دفع کرتا ہے کہ وہان بجزاے عفو اور صلح اجر کامل مترتب ہوا اور مرتبہ
شہادت معنوی اوسپر مزید ہوا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللہِ اور یہان معرکہ کربلا
مین کہ بعد وقوع ظلم ظالمان پس از اتمام حجت نوبت مجادلہ کی پہونچی اور کسیطرح استفسار
کربلا نے نہ مانا لاجرم اس مقاتلہ مین معذور رکھکر جزاے صبر اوپر مرتبہ شہادت کے
مزید فرمائی کہ اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ جیساکہ
مرثیہ جامع مین بنا بر افہام عام یہ مضمون اتمام حجت کا اس طرح بیان کیا گیا ہے سـ ۹
پہلے تو ابن سعد سے کہنے لگے امام ۞ سب آل مصطفے کا کیا تو نے قتل عام ۞ باقی مین ایک
ہون مجھے پیچل بسوے شام ۞ اوس بیحیا نے شاہ کا مانا نہ جب کلام ۞ ناگاہ آمد
عرقِ ہاشمی بجوش ۞ جز الامان نیامدہ چیزے صدا بگوش ۞ آیا جو غیظ مین خلف شیر کردگار
ہیبت سے سب عدو لگے تھرانے ایک بار ۞ حکم قضا تھا حکم مبارک کے انتظار ۞ تحسنت
کی ملک نے قضا بولی یون پکار ۞ ای شان حیدری ز جبین تو آشکار ۞ نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

ادیان اور احکام سابقہ کا ہی اور یہان تابع اور موافق ملت ابراہیم علیہ السلام کے ہی اسصورت مین نسبت
صلوۃ کے بتقدیم اور تبعیت نام حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت خاص بجانب اسی نور محمدیؐ کے
منسوب ہے کہ اسی صلب طاہر مین ودیعت تھا کسواسطے کہ نص قرآنی مین نسبت صلوۃ اور سلام
اور تسلیم کی اسی ذات خاص کے واسطے مخصوص اور ماجور یا جراے عظیم ہی کہ لفظ صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الخ اسپر دلالت قوی کرتی ہی اور اسی تخصیص صلوۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ
صلوۃ کے واسطے صابرین کے محض شہدای کربلا کیواسطے تخصیص رکھتی ہے اور کسی جگہہ لفظ صلوۃ
اور رحمت کی صادق نہین آسکتی ہے اور سوای اسی مقام خاص کے کسی جگہہ اور کسی اجر مین
لفظ صلوۃ نہین آئی ہے فافہم وتدبر اور فضائل صلوۃ جو کچھ کہ قرآن اور حدیث سے ثابت
ہین وہ فضائل محض اُدہنین درود کے واسطے خاص ہین کہ جو ذات خاص نبی آخر الزمان کے
واسطے ہین کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اسپر شاہد عادل ہی فقط اب معلوم کرنا چاہیے
کہ یہ جو کچھ حال واقعات کربلا بیان کیا گیا یہ اخبار پیشین کلام اللہ قبل وقوع تہین کہ آخر کار بعینہ مطابق
اخبار کلام اللہ کے اوقات معینہ مین واقع ہوئین یہ سب قبل وقوع اخبار آیندہ تھین اب بعد الوقوع
ماضی مین داخل ہین فَضْلًا عَلَيْهِ اسکے سوای بھی جمیع سوانح کی اخبار از ابتداے شہادت جناب
حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تا روز قیامت جو کچھ گذر چکا ہی اور گذری کا سبکا اخبار اور اشعار
آیات کلام اللہ سے بسند معتبر ملاحظہ ہو مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ ملا حسین میبذی بیچ شرح قصائد مرتضوی کے کتاب
فواتح مین لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام جمیع فتن اور سوانح جو کچھ کہ بعد وفات
حضرت رسالت پناہ صلعم واقع ہوئی ہین تا آخر معرکہ کربلا اور مآل کار بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا
علی الترتیب کما وقع کلام اللہ مین سورہ حمعسق سے استنباط فرماتے ہین از انجملہ مفہوم معنی کریمہ فَمَنْ
عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ مصداق حال حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہی الحق کہ عفو اور صلاح
بین المومنین مصداق حال اُس جناب کا ہی کما وقع بعد اسکے وارد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

بیان در اخبار آنچہ در کربلا پیش واقع شدند و تا انجام سرکار روز قیامت آنچہ واقع شدنی است از روی آیات مخصوصہ کلام اللہ

اور نکتہ ملاحظہ ہو کہ کسی طرح یہ مضمون اور یہ بشارت سواے شہدای خاص کربلا کے ہرگز ہرگز صادق
نہین آسکتے یعنی بالاتفاق ثابت ہے کہ تخصیص صلوۃ کی خاص واسطے ذات خاص حضرت ختم
المرسلین کے مخصوص اور منصوص ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اور کلام اللہ
مین متواتر اور توالی جابجا اجر صابرین کا علی قدر حالہم بتصریح تمام منصوص ہی کسی مقام مین اُولٰئِکَ
یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا الخ اور کسی جگہہ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور
کہین آیا ہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اور کہین وارد ہی جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِیْرًا الخ اور کہین منصوص ہے اُولٰئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اور کہین موعود ہے
اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا علی ہذا اسی طرح سے بہت جگہہ کلام اللہ مین جزاے صابرین بتصریح
منصوص ہے مگر کہین کسی جگہہ لفظ رحمت اور صلوۃ کی نہین وارد ہے اور یہان پہلے اللہ تعالی نے
اپنے تئین شریک صابرین کا قرار دیکر معیت اپنی بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ اور آخر کار
تخصیص صلوۃ اور رحمۃ اور اہتدا نسبت صابرین بیان فرمائی اور صلوۃ خاص واسطے اسی ذات خاص
ختم المرسلین کے منصوص اور مخصوص ہے جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے اس سے لوا قعی واثق تر ہوا کہ یہ بشارت
محض واسطے جناب سید الشہدا اور شہداے خاص کربلا کے ہی اور کسی جا زنہار صادق نہین آتی
اور اس تخصیص صلوۃ سے یہ بہی یقینی ثابت ہوا کہ یہ شہادت عین شہادت جناب رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ تخصیص صلوۃ کی اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور الحق کہ روح ودل وجان پیغمبر ظاہرا
اور باطنا ذات خاص جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام تہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین
توضیح تمام مذکور ہے اور وہ جو لفظ کما صلیت علی ابراہیم کی اکثر درود مین وارد ہے یہ مناقض اوس
تخصیص خاص کی نہین بلکہ موید ہے کیونکہ آباے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین خاص نام حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیم مخصوص بلکہ منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ثُمَّ اَوْحَیْنَا
اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا الخ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اکثر اوراد خاص مین
داخل ہے کہ علی ملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما الخ بخلاف اور بان اور انبیا کی کہ دین محمدی ناسخ اون سب

مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اب ملاحظہ ہو کہ اول برسبیل حکایت مومنین کیطرف
خطاب کر کے سب بتدریج اپنے حبیب کو سنایا اب خاص بصیغۂ واحد اپنے حبیب کیطرف مخاطب ہو کر حکم
بشارت رسانی کا فرماتا ہے کہ ترجمہ بشارت دے اے محمد اون صابرون خاص کو کہ پہونچی جسوقت
اون صابرونکو مصیبت کہا اون صابرون نے انا للہ وانا الیہ راجعون پس وہ لوگ جنکا ہنگام مصیبت
یہ حال اور قال ہے اون لوگون پر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی طرف سے اور رحمت ہے اور خاص وہی لوگ
ہدایت پائے گئے ہین فقط یہان اقسام صبر و رضا اور بلا مین صاحبون نے بہت کچھ لکھا ہے
کہ تفصیل اوسکی دراز ہے تھوڑا بقدر مناسب مقام رسالہ ماہیت البلا اور کتاب
ظہیر الدارین مین خامہ کاتب سے بجائے خود برآمد ہوا ہے اون سب کا اجمال ان تین
شعرون سے ظاہر ہے کہ ؎ مکروہ طبع گر نبود آن بلا نماند ❊ بل عادتست صبر بر و نیست ہیچ کار
دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد × آن شکر لذتست در اعتبار مدار ❊ ور با ہمہ کراہت نفس راضی است
این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار ❊ شد ختم ہمچو صبر و بلا خاص بر حسین ❊ جز وی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار ✦ اب اندکے نسق بیان آیات قرآنی علی الترتیب مطابق واقع امعان نظر سے ملاحظہ
ہو کہ اول بیان فضائل ذکر و شکر بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوٰۃ پھر اپنی معیت ساتھ
صابرین کی کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ پھر اسکے بعد بتدریج درجہ بدرجہ بیان ترقی جمیع مصائب
کا نام بنام مطابق واقع کی تا بالفعل سامع کو بھی دفعۃً مصیبت سخت سنکر باعث توحش نہو اور آئندہ
عند الوقوع مبتلا پر بھی زیادہ تر شاق نہو گران نگذرے اور بتدریج آہستہ آہستہ طبیعت متحمل ہو بعد اسکی
خبر شہادت آئندہ بصیغۂ مستقبل قبل الوقوع پھر آخر کار بشارت خاص واسطے اونھین صابرین کے
جو اسطرح کی ہجوم مصائب پر صبر کرین بقید لفظ صلوٰۃ و رحمت اور اہتدا یہ سب معاملات اسی ترتیب سے
مطابق اخبار کلام اللہ کے سواے معرکہ خاص کربلا کے اور کہان وے زمین پر واقع ہوئی ہین پھر یہ سب
آیات کلام اللہ اگر اخبار خاص واقعات کربلا نہین اور کہان یہ سب مضامین اس ترتیب خاص کے ساتھ
صادق آتے ہین فافہم وتدبر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اب اس سے واضح تر

اسپہ ترقی فرماتا ہی کہ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ یہ نقصان اموال کا خصوصًا ایسی سفر مصیبت مین
بڑا غضب ہی اور سب مصائب مذکورہ بالا پر غالب تر ہے اسکے بیان کی بھی حاجت نہین کہ
غارتگری اور آتش زنی خیام اہلبیت رسالت ظاہر و باہر ہی سے در خیمہ ناگہان ہمہ کفار ریختند
آتش زدہ طناب خیم درگسیختند + یہان یہ روایت خوب صحیح اور معتبر ہی کہ ہنگام غارتگری خیام
اہلبیت رسالت سب کفار کی آنکھونسی بصارت جاتی رہی تھی خواہ بظاہر بحیلہ وفور دخان آتش
ہو جسکا بیان یون ہی سے عصمت کی احتیاط خدا کو بس کہ تھی + آتی ہی کور ہو گئی خیمہ مین سب شقی
اسباب باقی کیا تھا جو کچھ لوٹتا کوئی + چادرین تھی ہر ایک عفیفہ چھپی ہوئی + ہر ایک اہلبیت بر شتر
سوار بود + الا بدست حضرت عابد مہار بود + بعد بیان اس سب مصائب کے جیسا کہ بعینہ ہو بہو
معرکہ کربلا مین واقع ہوا اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْاَنْفُسِ یعنی ہمراہ نقصان اموال کے نقصان نفوس کا
بھی متصور ہی کما ہو ظاہر ہرچند لفظ اَلْاَنْفُس عام ہے اسمین سب نفوس عزیز و اقربا اور رفقا اور
فرزندان دلبند شامل ہین مع ہذا اللہ تعالی نے اس امتحان شدید تر کو انفس سے جدا کرکے یہ تخصیص خاص فرمایا
کہ وَالثَّمَرَاتِ اسکو بھی اللہ تعالی نے بلفظ جمع فرمایا کما وقع اس سے سخت تر کون امتحان ہو سکتا ہی
یہی امتحان خاص فقط امتحانًا واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی تھا کہ یَا بُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ
اَنِّی اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی اور وہان بعد تکمیل امتحان کے فدیہ بھی آیا اور چھری بھی کُند ہو گئی اور بشارت
بھی پہونچی کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور یہان بالعکس کہ با ہمہ امتحانات
شدیدہ منصوصہ مذکورۃ الصدر ایکہزار نوسی پچاس زخم بھی جسم مبارک پر پہونچ چکی تھی پھر بھی مگر امتحان کامل
نہو چکا تھا کہ خنجر شمر لعین کا مثل کارد ابراہیم علیہ السلام کند بھی نہوا اور فدیہ کیسا بلکہ غارت اور اسیری اہلبیت
اور آتش زنی خیمہ کا بھی کما ذکرنا آنفا فَاعْتَبِرُوْا یَا اَیُّھَا الْغَافِلُوْنَ اب اسکو سمجھنا چاہئے کہ ایسا امر اہم حیرت افزا
سراسری نہین ہو سکتا البتہ اسمین کوئی سر عظیم مستتر ہی جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ خود کلام الہی سے ظاہر
ہوتا ہی آخر کار اللہ تعالی بعد بیان ان سب مصائب علی الترتیب کے بشارت دیتا ہی کہ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ
اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

اور شہادت بترتیب مذکور روے خطاب جانب مومنین اپنے حبیب کو سناکر بتدریج آہستہ آہستہ
طبیعت سامع کو بجانب صبر و شکر اور ذوق شہادت راغب اور مشتاق کر چکا اب ملاحظہ ہو کہ
کہ آہستہ آہستہ تصریح ہر بلا اور مصیبت کی بترتیب قبل اور بعد اور بتدریج کم و بیش جس ترتیب سے
کربلا مین واقع ہوئی ہین ایک ایک بقید نام بنام بیان فرماتا ہی تا دفعۃً ہجوم مصائب سخت سنکر
طبیعت سامع مخاطب صحیح کی متردد اور متوحش نہو جاے اسکو بخطاب صیغہ جمع فرماتا ہے کہ
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ یعنے ہر آینہ مبتلا کرین گے ہم تمکو یعنے امتحان کرین گے تمہارا کسی شے
سے جیسا کہ بعد وفات شہادت معنوی حضرت امام حسن علیہ السلام کے جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین ہر دم مگر یزید لعین سے تردد رہتا تھا سہ شاہ مدینہ تا کہ
بشہر مدینہ ماند ٭ از سوے شہ یزید لعین پر ز کینہ ماند ٭ پس یہی کنایہ صریح ہے لفظ
بشیء سے بعد اسکے اسپر اندکے ترقی بتدریج فرماتا ہے کہ بشیء من الخوف جیسا کہ بعد
پیام بیعت کے آپ کو یزید لعین کی طرف سے ایذا رسانی کا خوف تھا کما وقع بعد اسکے
اس سے سخت تر امتحان جوع کا تھا کہ فرماتا ہے والجوع اسکے بیان کی حاجت کیا ہے
کہ فقر و فاقہ اس خاندان نبوت کا تمغاے قدیم موروثی ہے خصوصاً اس سفر مصیبت
مین اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے جیسا کہ حال تشنگان کربلا خود معلوم ہے
اور سیر غضب کہ وہ چاہ جو خیمگاہ کربلا مین کندہ ہوا وہ بھی خود بخود ہشتم محرم مین غائب ہو گیا
جیسا کہ مرثیہ جامع مین مذکور ہے سہ چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار ٭ عباس اول
آب بیاورد چند بار ٭ یہ خاص فعل الٰہی بدون حیلہ عالم اسباب کے ہی اگر بسبب متعارف خشک ہو جاتا
گو وہ بھی بمشیت ایزدی متصور تھا مگر ارباب ظاہر کو بنظر دستور متعارف کارخانہ عجائب قدرت
الٰہی پر کمتر نظر ہوتی اسکو بھی بسبب مزید اخراج آب کے تصور کرتے اور خود بخود غائب ہو جانے
سے گویا خود خدا نے اپنا خاص فعل سب خاص و عام پر بے پردہ ظاہر کر دیا یہ سر نکتہ
نکتہ قدرت الٰہی انشاءاللہ بجاے خود بیان کیا جائیگا فقط بعد لفظ خوف اور جوع کے اللہ تعالےٰ

اللہ کے نزدیک عالم غیب مین سب زندہ ہین کہ روح کو موت نہین اور یہان لفظ اَحْیَاءٌ کی عام ہی قید عِنْدَ رَبِّهِمْ کی
نہین ہے یعنی دنیا مین بہی واسطے امداد اور دستگیری بلا رسیدگان عالم کے زندہ ہین جیسا کہ اکثر حکایات اور معاملات
اس امداد عام کے روایات اور مشاہدات متواترہ سے ثابت ہین اور لفظ لَا تَشْعُرُونَ بہی اخبار آئندہ پر دلالت کرتی ہے
فافہم وتدبر یعنے یہ خبر خاص اسی شہادت کربلا کی قبل وقوع ہی کہ تم نہین آگاہ ہو اور یہ لفظ لَا تَشْعُرُونَ مین ایک نکتہ
ہی کہ ایسے محبوب المحبوب خیر الخلائق بیگناہ کی بمقابلہ ایسے اشرار محض کے اسطرح کے معاملات عجیب حیرت افزا
ایسے ارحم الراحمین عادل حقیقی کیطرف سے جو واقع ہوئی البتہ ایسی اسرار حیرت افزا سے تم آگاہ نہین اور
ملاحظہ ہو کہ لفظ لَا تَشْعُرُونَ بصیغہ جمع خطاب بطرف مومنین کے ہی اور ابتدا سے بطرف مومنین کے
بلفظ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا خطاب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسرار الٰہی سے آگاہ تھے جب اسطرح خبر
اس شہادت کی بشہادت قرآن ثابت ہی اس سے مومنین عوام کا وہ شبہہ بخوبی دفع ہوا جو عمدہ ترین شرط شہادت
دفع شبہہ
مقابلہ کفار غیر کلمہ گو سے سمجھتے تھے اور وجہ جدال بدون غرض نفسانی خاص واسطے اقرار کلمہ شہادت کی جانتے تھے
مگر منکرین نامنصف کو پھر بھی بجای خود گنجایش انکار باقی ہوگی کہ نص قرآنی کے منکر ہین اسکا جواب
انشاء اللہ تعالی آگے ظاہر ہوا جاتا ہی آمدم بر اصل سخن چونکہ امام شہید مظلوم دشت کربلا اخبار
نبوی اور مرتضوی صلواۃ اللہ علیہما سے پیشتر اس مشیت ایزدی سے آگاہ ہو چکے تھے اور اپنے قاتل کا نام
بھی اخبار نبوی سے جانتے تھے اسواسطے صورت واقعہ کربلا اس مقام مین مرثیہ جامع مین یون نظم
ہی کہ سر کاٹنے کو آتا تھا حضرت کے پاس جو ۞ شہ اوسکا نام پوچھہ کے کہتے تھے دور ہو ۞ ایک شخص نے جو شمر
کہا اپنے نام کو ۞ کہہ صَدَقَ رسول کہا سر کو کاٹ لو ۞ لیکن تو اسقدر بدہی مہلت اے لعین ۞
تا سوی قبلہ سجدہ کنم بر سر زمین ۞ سجدے مین جب امام نے گردن کو خم کیا ۞ فی الفور اوس لعین نے سر کو قلم کیا
خالق کا شکر شہ نے ادا مرتے دم کیا ۞ گو کافرون نے ہای ستم پر ستم کیا ۞ آمد صدای نوحہ کرد بیان عرش
کردند بہر مقدم اوہر دو دیدہ فرش ۞ ابن زیاد نے سر شبیر کے تئین ۞ بھیجا یزید کافر ملعون کے قرین
ہمرہ محافظت کے لیے فوج کے لعین ۞ نیزہ پہ تھا سوار سر سروران دین ۞ بالای نیزہ آن سر اقدس چنان نمود
گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود ۞ جب اللہ تعالی نے سب صفات افضل ذکر و شکر و صبر و صلوۃ

جب خاک پر گرا تشنہ مظلوم کھا کے غش ٭ ہیبت کے مارے ہو گیا اعدا کنارہ کش ٭ بے آب مثل ماہی تڑپتا
تھا ماہ وش ٭ پانی نہین ملا کہا ہر چند العطش ٭ بجز آب تیغ آب نشد چون نصیب او ٭ از خون خود نمود
شکر بلا وضو ٭ بعد تمہید اور ترغیب کے شکر و صبر و صلوۃ کے مرتبہ شہادتکا اللہ تعالی اسطرح بیان فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُولُوا
لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ملاحظہ ہو کہ پہلے شرائف اور فضائل کے صبر و شکر و
صلوۃ در پردہ خطاب جانب مومنان اپنے حبیب کو سنا چکا اور طبیعت کو جانب صبر اور رضا و تسلیم خوب جمع کر چکا
پھر فضیلت شہادتکی بیان فرمائی اس پردہ مین اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ صاف صاف در پردہ کہہ دینا ہے کہ تو تحمل اور صدمہ
عظیم تیرے کا مار دینا ہوتا ہے معنی لفظی اس آیہ شہادتکی یہ ہین کہ نکہو تم واسطے اوس شخص کے کہ قتل کیا جائے بیچ راہ خدا کے اموات
یعنے اوسکو مردہ نکہو بلکہ وہ شہید راہ خدا زندہ ہے لیکن تم نہین جانتے ہو اب یہان یہ نکتہ با معان نظر
ملاحظہ ہو کہ یہ خاص خبر اسی معرکہ شہادت کربلا کی بصیغہ واحد مستقبل ہے یعنی جو شخص کہ قتل کیا جاے راہ خدا
مین اس سے خبر شہادت آیندہ قبل وقوع صریح تر پیدا ہے بخلاف اوس آیہ کے جو خبر بعد الوقوع بصیغہ جمع
باطلاع حال شہداے بدر نازل ہوئی ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِندَ رَبِّهِمْ ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ قُتِلُوا بصیغہ جمع ماضی خبر گذشتہ بعد الوقوع ہے یہان تفسیر دانان ظاہر کو
گنجایش کلام کی ہو سکتی ہے کہ اس آیہ لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کا شان نزول اور ہے واردات کربلا پر کسطرح
وارد ہو سکتی ہے فقط اسکا جواب منصفین اہل باطن سمجھ سکتے ہین کہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث
دیگران ٭ اگرچہ مثل اور آیات کے صراحت تام اس مقام خاص کربلا کی نہین مگر چشم انصاف سے نگاہ شرط ہے کہ اسطرح کی تطبیق
تام جیسا کہ آیندہ بتصحیح تام بیان ہوتی ہے سواے خاص معرکہ کربلا کے اور کہان صادق آسکتی ہے فضلا علیہ کہ سورہ
حمعسق مین جناب امیر علیہ السلام سے کتاب نہج البلاغہ مین حسب شرح ملا حسین میبذی سب واردات
کربلا کی ابتدا سے انتہا تک از روے آیات قرآنی بترتیب مطابق واقع تطبیق دی ہے گو شان نزول اون آیات کا
کچھ اور ہو مگر اہل معنی اصل معنی کو پہونچ جاتے ہین اور اہل ظاہر سے خطاب کب ہے مَن فَهِمَ فَهِمَ انشاء اللہ شرح
بیان ان سب آیات کا آیندہ بجاے خود واضح ہوتا ہے فافہم و تدبر اور یہ ایک نکتہ اور بھی یہان سمجھنا چاہیے کہ اس خبر
ماضی بعد الوقوع مین لفظ أَحْيَاءٌ کے بعد قید عِندَ رَبِّهِمْ کی بھی موجود ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہین اور

اصل سانحہ کربلا کا کچھ شائبہ بھی نہین اولًا فقط ترغیب اور صفت ذکر و شکر کی فرماتا ہی کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ
وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ یعنی پس ذکر کرو تم ہمارا تا ہم ذکر کرین تمھارا اور شکر کرو تم ہمارا اور نہ کفران کرو تم
بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
یہان بھی ابھی اصل مضمونکا کچھ کنایہ بھی نہین فقط حکم استعانت بصبر و صلوۃ ہی یعنے اے وہ لوگ کہ ایمان
لائے ہو استعانت کرو تم ساتھ صبر او نماز کے بعد اسکے فرماتا ہی کہ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
یعنی اللہ ساتھ صبر کرنیوالون کے ہی فقط اب اولا یہ نکتہ یہان سمجھ لینا ضرور تر ہو بعد اسکے بیان
اصل سخن کا اولی تر ہی یعنے اللہ یہ مضمون ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ اپنی حبیب سے
بیان فرماتا ہے اور حرف خطاب بصیغہ جمع بجانب جمیع مومنین ہی کہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اسمین اول لطف یہی ظاہر ہے کہ اگر ابتداءً خاص بطرف ذات اپنی حبیب کے خطاب کرکے
ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا البتہ سر دست مایہ توحش اور تردد تھا کہ ضرورت
اس تحصیل حاصل اور ترغیب صبر و شکر اور استعانت بالصلوۃ ایسی صابر و شاکر و ذاکر کو کیا تھی مگر
کوئی سانحہ تازہ ناگزیر واقع ہونیوالا ہے کہ صبر و شکر وہان درکار ہے اسواسطے بصیغہ جمع خطاب
بجانب مومنین امت کیے فرمایا کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران
دوم یہ کہ درحقیقت یہ مصیبت غم عام واسطے سب مومنین اور محبان اہلبیت کی مسلّم ہے
اسواسطے ترغیب ضبط و صبر کی سب مومنین کو ضرور تر ہوئی سوم یہ کہ زیادہ ترغیب صبر و
شکر اور رضا و تسلیم اور ضبط اور استقامت کی خاصہ جانب جمیع مومنین شہدای دشت کربلا ہی
لہذا کلام جامع بصیغہ جمع جامع تر ہے آمدم بر اصل سخن اب یہان سے ہر مضمون آیات قرآنی
کی ہر جزئیات واقعات کربلا سے مطابقت ملاحظہ ہو کہ خوب معلوم ہے کہ ہنگام شہادت
شہید مظلوم دشت کربلا وقت نماز ظہر کا تھا اور عین حالت تہیہ نماز ظہر مین شمر
ملعون نے شہید کیا پس یہان تطبیق معنی آیہ کریمہ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسکو مرثیہ جامع مین یون بیان کیا ہے کہ ؎

اشخاص متعدد ایک نام کے ہو سکتے ہین اور صفت خاص مین دوسرا شریک نہین ہو سکتا
جیسے سورہ ھَلْ اَتیٰ مین جو تخصیصات خاص مذکور ہین سوای ذات خاص جناب امیر علیہ السلام کے
کسیطرف منسوب نہین ہو سکتی اسی طرح سے سورہ مائدہ جزو ششم مین جو چند صفات خاص مثل
یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اور مفاد معنی لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ اور مصداق معنی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ
وَرَسُوْلُہٗ الخ بہ تخصیص لفظ یُؤْتُوْنَ الزَّکوٰۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ مذکور ہے سوای جناب امیر علیہ السلام
کے کسی طرف منسوب نہین ہو سکتے کہ عین حالت نماز رکوع مین باشارہ انگشت خنصر انگشتری گران بہا
سائل کو بخش دینا تخصیص لفظ رَاکِعُوْنَ سے پیدا ہے یہ تخصیص اور تعین خاص نام مین نہین
ہو سکتی ہے فافہم وتدبر اب اسی طرح سب اخبار پیشین واقعات کربلا قبل وقوع واقعہ
بتصریح تمام آیات کلام اللہ سے علی الترتیب مطابق واقع ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کس خوبی اور ماجرای
اور دلجوئی سے اس سانحہ قیامت زا کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے اور سمجھاتا ہے یہ تخصیص خاص
قید نام مین نہین ہو سکتی ہے الکنون نفسی بر سخنم گوش فرا دار* خاموش ہشیار خبردار خبردار*
پاس ادب حضرت شبیر نگہدار* زانوی ادب تہ کن وتسلیم بجا آر* دریاب کہ مقصود ازین
حرف وبیان چیست* در پردہ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست* دریاب کہ تا چیست درین حکمت
قیوم* ناکام چرا رفت ز دنیا شہ مظلوم* بی جرم یکی قتل شد دیگ شدہ مسموم* باسینۂ صد چاک و دل
خستہ ومغموم* نا یافتہ کام دل خود چون دگران آہ* رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ* اب یہانسے
اس مضمونکو آیات قرآنی سے بگوش دل سماعت کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون ہوش ربا کی کس
لطف وخوبی سے اپنی حبیب کو خبر دیتا ہے تا دفعۃً ایسا مضمون تشویش افزا سنکر زیادہ تردد اور
اضطراب نہووے بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا* تا سر نکتہ چیست باسرار کربلا* تمہید غم والم سر صفحہ کلام اللہ
ابتدای سورہ بقر لفظ اور حرف الف لام میم سے پیشتر بیان ہو چکی ہے الم شد از سر قرآن علم الم تعلم
کہ ہست حرف الف لام میم بشکل الم* اب اسی سورہ بقر جزو دوم رکوع ہیجدہم مین ترتیب ملاحظہ
ہو کہ اللہ تعالیٰ ابتدای تمہید یہان اس اخبار آیندہ کی اپنی حبیب کے کس طرح فرماتا ہے کہ اول

اخبار واقعات کربلا از آیات تمہیدی ۱۲

کیا اوٹھہ رہا یہ خرابیان اور تباہی اہلبیت رسالت موقوف علیہ شہادت ہی تہین اس شہادت مین حفظ
اوس توہین کا نہوا تحریر ششم یہ ہی کہ عمدہ ترین شرط شہادت وہی ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر
کلمہ گو سے ہو اور وجہ نزاع اور قتال کی سوا ے اعلاے دین اسلام اور کلمۂ شہادت کی نہو جیسا
مذکور ہو چکا ہی کہ قاتل کفار غازی اور مقتول شہید اور یہ شہادت درحقیقت شہادت نبی کی ہے
جسکا حال آیندہ انشاءاللہ تعالے ازروے نص قرآنی بیان ہوتا ہی پس اس شہادت کی
ترجیح ضرور ہی اور اسمین وہ شرط عمدہ مفقود ہے پھر صورت ترجیح اس شہادت خاص کی کہ
درحقیقت شہادت ذات خاص نبی کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوس شہادت شہداے غزوات
نبی پر کون ہی اور اسمین کیا اسرار قدرت الٓہی ہے تحریر ہفتم یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
درگذر اور مصالحہ کیا اور حضرت جناب سید الشہدا علیہ السلام نے مقاتلہ کیا یہ دونون امور
باہمدیگر متضاد اور متناقض ہیں یہ دونون امر متناقض اللہ کے نزدیک بجا اور مستحسن ہونا
کس راہ سی ہو سکتا ہی اگر وہ مصالحہ عند اللہ اولی اور احسن تھا چاہیے کہ یہ مقاتلہ نادرست ہوتا
اور اگر یہ مقاتلہ اولی اور بجا تھا چاہیے کہ وہ مصالحہ نامستحسن ہوتا پس اسکی باریکیان اور اسرار
حکمت الٓہی اگر کوئی غور و فکر عقل سے بیان کرے معتبر کب ہی مگر یہ کہ بنصوص قطعیہ آیات قرآنی
موجہ اور مدلل ازروے عقل و نقل کے ہو البتہ دل قبول کرے اسواسطے اسکا بیان ازروے
نصوص قطعیہ آیات قرآنی ضرور تر ہوا کسواسطے کہ اس قسم کی شبہات اور تحریرات مذکورہ بالا
اور اسرار حکمت الٓہی مین عقل و ادراک بشر کو دخل نہین ہے ۔ فہم انسانی پذیرای خطاست ۔ انچہ در
عقل نآید آن خداست ۔ لہذا پیشتر اس مضمون کو ذہن نشین کرنا مقدم تر ہی بعد اسکی جو حال
واقعات کربلا ازروی آیات قرآنی بیان کیا جاوی گا البتہ طبع انصاف پسند قبول کریگی وہ
مضمون یہ ہی کہ کلام اللہ مین سوای تخصیص نام زید کے کسی کا حال بقید نام نہین بیان کیا ہے
اور اس تخصیص نام زید کی یہی وجہ ہی کہ یہان اوسکے بیان کی ضرورت نہین سوای زید کی جسکا
حال کلام اللہ مین مذکور ہی بقید صفات اور علامات خاص کے ہی کسواسطے کنام مین توارد اکثر ہوتا ہے

امداد نمایان ہوئی اور اودہر چھری کو حکم ہوا کہ خبردار بال کو بھی ضرر نہ پہونچے ادہر فدیہ بھی فوراً پہونچا کہ
فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور اسپر بھی یہ بشارت مزید کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی
الْمُحْسِنِیْنَ پس ملاحظہ ہو کہ کربلا مین بعد ہمہ مصائب اور شدائد اور قتل تمام عزیزان اور
رفیقان اور فرزندان لخت جگر ایک ہزار نہصد و پنجاہ زخم کاری فقط اوس ایک جسم مبارک پر
پہونچ چکے تھے اسپر بھی گر امتحان نہوا تھا کہ مثل کارد ذبح اسمٰعیل کے خنجر شمر ملعون کا کند نہو گیا
اور فدیہ نہ پہونچا یا مثل اور انبیای سابق کے کسی طرح کی مدد غیبی نہ پہونچی کیا اسرار الٰہی تھا
سے زخمونسے چور چور ہوا شہ کا سب بدن ٭ مجروح ہو گیا ہمہ تن ختم پنجتن ٭ ہر زخم تن تھا اَشْهَدُ اَنْ
کہکے نعرہ زن ٭ گھوڑے سے آہ گر پڑا شاہنشہ زمن ٭ از اسپ چونکہ فخر زمان بر زمین فتاد ٭ زین غصہ
لرزہ در تن روح الامین فتاد ٭ تحیر چہارم یہ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہجوم بلیات اور مصائب اور
تکالیف اور اذیت اور اسیری اور مظلومی اہلبیت اور تشنگی اور گرسنگی جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا
یہ سب شروط لوازم شہادت تھے جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین بتصریح تمام لکھا ہے یہ مضمون
بھی دلپر نہین جمتا کسواسطے کہ وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت کی جو تحیر دوم مین لکھی ہے یعنی
مقابلہ غیر کلمہ گو سے ہو اور وجہ نزاع سوای کلمۂ شہادت کہلانے کے نہو قطعاً یہان مفقود ہے قدر
ہجوم منتہای شدائد اور مصائب کا کہ چشمۂ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا اگر لوازم شہادت سے
ہوتا تو چاہیے کہ شہدا سے غزوات نبی کی شہادت درست نہوتی کسواسطے کہ ان شرطون سے
کوئی وہان شرط نہ تھی حالانکہ اونکی شہادت پر کلام الٰہی شہادت دیتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وہان مایۂ جدال فقط واسطے
کلمۂ شہادت کی بمقابلہ کفار غیر کلمہ گو تھا یہ شرط یہان نہ تھی پھر اسمین کیا اسرار الٰہی تھا تحیر پنجم
یہ ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یہ شہادت اگر ذات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوتی مایۂ تضعیف
اور توہین اسلام تھا جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین بتوضیح تمام لکھا ہے یہ بھی جیسا چاہیے
دلپر نہین بیٹھتا ہے یعنی یہ توہین اور اسیری اور استیصال خاندان نبوت کربلا مین

اور حفظ عیسی علیہ السلام کا بنص مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ علی ہذا ہر گونہ حفظ و
امداد اور اعانت اور نجات اور فتح اور نصرت اور غلبہ دین اسلام اور تسلط حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصا بارہا بامداد ملائک خود محتاج بیان کا نہین کہین بحکم یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ اور کہین بمصداق بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ علی ہذا سورہ
انا فتحنا اور اذا جاء وغیرہ آیات بشارت فتح اور امداد غنائم کثیرہ محتاج بیان نہین المختصر بلا بقدر ولا
اور امتحانات سخت بقدر محبت جمیع خاصان برگزیدگان درگاہ کبریا اور انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے بے شبہ ازل سے مخصوص ہین کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ؎ بر خوان غم چو عالمیان را
صلا زدند ٭ اول صلا بسلسلہ انبیا زدند ٭ کہ مفہوم اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ اور مفاد
مضمون وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ اس تخصیص پر شاہد عادل ہے مگر ایسا سانحہ عجیب حیرت افزا
جو معرکہ کربلا مین واقع ہوا کہان تھا ؎ کو خاص بہر خاصہ درگاہ الٰہی ٭ از روز ازل گشت غم نا متناہی
چندانکہ کشیدند غم ورنج وتباہی ٭ گردید عوض ہم بہمین دار کماہی ٭ چون حضرت شبیر کہ راضی برضا
بود ٭ زینسان کہ تہ خنجر تسلیم درضا بود ٭ مگر وہ بلائین امتحانی اور تھین کہ بعد امتحان کامل
فوراً دفع ہو کر اصلاح واقعی ہو گئی اور ظفر بالمطلوب اور استیصال اعدای دین بخوبی تمام ہو کر ہر گونہ
نجات اور فلاح انبیا اور امداد واقعی صورت پذیر ہوئی ؎ باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد
تا زیست باسایش و آرام بسر شد ٭ پس یہ سانحہ معرکہ کربلا اگر اسی طرح واسطے امتحان کے
تھا چاہیے تھا کہ بعد اتمام جمیع مصائب اور امتحانات واقعی آخر کار یہان بھی مثل انبیاء سابقین
امداد واقعی اور ظفر براعدا ہوتی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کیواسطے ہر امتحان مین بعد تکمیل امتحان
حفظ واقعی اور امداد کامل ہوئی امتحان آخرین جو سخت تر تھا جب اللہ تعالیٰ نے دونون
باپ اور فرزند کو بواقعی جانچا باپکو ذبح فرزند پر مستعد پایا اور فرزند کو بھی مستعد ہو کر کہا کہ يٰٓاَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ آخر بعد اس امتحان کامل کی ہر طرح

بلکہ للنفس ہو جاتا اسواسطے ہین کی تجکو عمداً چھوڑ دیا فقط بس وہ کافر فوراً قدم پر گرا اور صدق
دلسے ایمان لایا جیساکہ مولانای روم فرماتی ہین کہ ؎ او خیو انداخت برروی علی ٭ افتخار ہر نبی و ہر
ولی ہد الخ اب ملاحظہ ہو کہ خاص اہم ترین شرط شہادت اور غزا کے یہان بظاہر مفقود اور ہزار ہزار
طرحکے مصائب اور تکالیف اور شدائد اور اذیت اور رنج اور تباہی اور غارتگری اور آتش زنی
خیام اور اسیری اور توہین اہل حرم مین کوئی دقیقہ ذلت وخواری کا اوٹھہ نرہا یہانتک کہ چشمۂ آب بھی
خود بخود غائب ہو گیا پھر یہ سب امور لوازم شہادت سی نتھی اسکے مقابلہ مین امر شہادت آسان تر
اور سہلتر تھا فقط ذی سبب اور ذی وجہ اور بجرم کافر کے ہاتھہ سے قتل ہو جانا واسطے شہادت کی کافی تھا
جیسا شہادت جناب امیر علیہ السلام کی یا شہادت معنوی جناب حضرت امام حسن علیہ السلام
کی وقوع ہوئی باری اسمین کیا اسرار الٰہی ہی تحیر سوم اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب ہجوم بلیات اور مصائب تحیر سوم
شدیدہ محض واسطے امتحان کی تھا کہ سب انبیا پر علیٰ قدر حال ہر گونہ ہجوم بلا اور مصائب کا بالاتفاق ہے
کما لا یخفیٰ علیٰ اُولِی النُّھیٰ اسصورت مین بھی رفع تحیر واقعی نہین ہو سکتا کسواسطے کہ ہجوم بلیات کا واسطے امتحان
جمیع برگزیدگان بارگاہ کبریا مسلم مگر آخر کار بعد تکمیل امتحان کی مقابلہ کفار مین امداد انبیا اور ہزیمت و ہلاک
اور شکست کفار اور نجات انبیا اور غلبۂ انبیا بھی مسلم ہی جسکی شرح اور تفصیل دراز ہی اور کلام اللہ مین
واضح تر ہی چنانچہ نجات اور امداد حضرت آدم علیہ السلام کی بحکم فَتَابَ عَلَیْہِ الخ اور امداد اور نجات
نوح علیہ السلام بمفاد فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ الخ اور امداد حضرت ابراہیم کی اول فوج جنود ولیشہ سی ہوئی
پھر امتحان ثانی مین امداد نمایان بحکم قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ اور امداد اخر مین وَ
فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور حفظ لوط علیہ السلام کا بمفاد فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور عود بصارت یعقوب علیہ السلام
بحکم اَلْقٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا اور کشف ضر ایوب علیہ السلام کا بمفہوم آیہ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ
وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور امداد موسیٰ علیہ السلام اور اغراق تمام لشکر فرعون بمصداق حَتّٰٓی اِذَآ
اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ اور قبول توبہ داؤد علیہ السلام بہ بشارت فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ اور دفع فتنہ
سلیمان علیہ السلام اور عطای بیحساب باشارت ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردہ ٭ وز فتنہ ہا چہا ستم ایجاد کردہ ٭ کام یزید دادہ از کشتن حسینؑ ہنگر کہ تقتل کہ
دلشاد کردہ ٭ تا چرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد ٭ بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد ٭ پس اگر موافق عقیدہ ارباب
باطن کی فاعل حقیقی کیطرف نسبت کیجاوے کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ الخ اسصورت مین
یزید ملعون اور اشرار کربلا بچ جاتے ہین حال آنکہ ملعون ابدی ہونا جمیع اشرار کربلا کا نصوص قطعیہ
متواترہ سے ثابت ہے جسکا آگے بتصریح آیات قرآنی ذکر آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ معہذا اگر بحسب مشاہدہ ظاہر و
بدیہی سب اشرار کربلا کیطرف منسوب کر کے ملعون ابدی قرار دیجیے پس وہ چشمۂ آب کا خیمہ گاہ حرم سے
کسنے خود بخود غائب کر دیا اور حسب صلاح دہی حضرت حُر کے لشکر شہید مظلوم کا تمام شب روا رو
دشت کربلا سے کوچ کر گیا اور پھر صبح کو اوسی مقام خیمگاہ مین ذوالجناح ٹھہر گیا اور کسیطرح جنبش نکی
پھر اوسکا فاعل عالم ظاہر مین کسکو ٹھہراتی ہو اور اسجگہہ اوس فاعل حقیقی نے کیون اپنا فعل خاص
بے پردہ عالم اسباب کے ظاہر کر دیا پھر اسمین کیا اسرار حکمت الٰہی ہے معہذا جو بحکم ظاہر شریعت اور نص
قرانی سب اشرار کربلا ملعون ابدی و جہنمی بھی ہوئے جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے پھر بھی یہ سزا ہے عام
کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ علی العموم وارد ہے ایسے مظالم شدیدہ کی کیا سزا ہوئی ایسے
عجائب اسرار الٰہی مین البتہ غور و تامل درکار ہوتا ہے **تحریر دوم** یہ ہے کہ عمدہ ترین شرائط اعظم شہادت
اور غزای کفار مین یہ ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہو اور مایہ نزاع محض دعوت اسلام او
تکلیف کلمۂ شہادت ہو اور کچھ غرض ذاتی اور نفسانی نہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام کے
حال مین مذکور ہے کہ آپ نے ایک کافر حربی غیر کلمہ گو کو مغلوب اور زیر کر کے خنجر اوسکی گردن پر
رکھکر دعوت کلمۂ شہادت کی اوس کافر نے کلمۂ شہادت نہ کہا آپ نے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ
سر اوسکا جدا کرین کہ اوس ملعون نے آب دہن اپنا چہرۂ مبارک کیطرف پھینکا فوراً آپ اوسکے
سینہ پر سے اوٹھکھڑے ہوئے اور خنجر کو نیام مین کیا کہ اوس کافر نے متحیر ہو کر سبب پوچھا آپنے
فرمایا کہ پہلے مین تجکو بلا عداوت نفسانی محض بسبب کہنے کلمۂ شہادت کی قتل کرتا تھا وہ قتل کرنا
حکم غزا کا رکھتا تھا اب جو تو نے تھوک مارا عداوت نفسانیکا دخل ہو گیا پھر تیرا قتل کرنا خالصاً للہ نہو

ہوگا کما قال عزّ وجلّ فالیوم الذین اٰمنوا من الکفار یضحکون یعنی آج وہ دن ہی کہ مومنین حال ذلت وخواری کفار کا دیکھکر بے اختیار ہنس پڑین گے باقی احوال امتحان اس راحت کا جو بروز قیامت موعود ہی انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ از روی نص قرآنی بصراحت تمام بجاے خود بیان کیا جائیگا بالفعل اس دنیا دار المحن والبلا مین محک امتحان یہی اشک چشم ہے پھر کیونکر اس رونیکا اجر شہداے کربلا سے اگر زیادہ نہو بارے برابر مین کیا کلام ہوسکتا ہی پس ؎ ای ماتمیان شہ دین آہ کجائید ؞ در کار جہان اینقدر آشفتہ چرائید ؞ اندک بتامل ہمہ ہا غور نمائید ؞ از بہر خدا دیدۂ انصاف کشائید ؞ کاین معرکہ کرب وبلا بہر چہ بودہ است ؞ خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است

کما ذکرتہ آنفا یہ معنی ہین اوس مضمون متعارفہ عوام کے جو کہتی ہین کہ امت کی بخشوائی کیواسطے اپنا سر دیا معاذ اللہ ہزاران ہزار سر ہاے امت گنہگار اوسکے ناخن پا اور اوسکے نام پر نثار ہونا مایۂ مغفرت اور نجات دارین ہی اور کمال رافت اور رحمت اوس ارحم الراحمین کی کب مقتضی تھی کہ لیسے گنہگاران روسیاہ سراپا تقصیر کی مغفرت لیسے اپنی محبوب کی محبوب کے قتل پر مشروط کرتا مگر وہ قادر مطلق بدون قتل ایسی بیگناہ گوشوار عرش برین کی امت مرحومۂ ازلی کو نہین بخش سکتا تھا کہ خود فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اور کیسا قتل ان مصیبتون اور تکالیف کی ساتھہ جیسی کہ معلوم ہے ہان مگر یہ کہ اس اشک چشم سی امتحان محبت اور تکمیل ایمان کی البتہ بواقعی متصور ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور یہی ایمان اور محبت صریح تر مایۂ مغفرت ہی فافہم اب

شبہات حیرت افزا

اس مقام پر چند شبہات حیرت افزا مومنین محبان اہلبیت کو واقع ہوتی ہین کہ مومنین کو مایۂ تردد اور حیرت اور منکرین کو حجت انکاری اور الزامی بہم پہونچتی ہی اور مومنین عوام لاعلم کو اونکی مقابلہ مین عجز جواب سی ہوکر مایۂ لغزش اور ضعف ایمان ہوتا ہی اور بات دور تک پہونچ جاتی ہی پس واسطے رفع کرنے ایسی شبہات اور ترددات عظیم کے ایسی وقت مین یہ کتاب ترتیب دینا ضرور تر ہوا فافہم

شبہۂ اول

اول شبہہ اور تحیر عظیم ارباب معنی کا یہ ہی کہ اس ظلم عظیم ناحق کا فاعل کسکو ٹھہرائی ہو نظاہر سبب ملاعین اشرار کربلا صریح ظاہر ہین اور بعضی پیچ و تاب کھا کر اپنا غصہ چرخ ستمگار پر نکال لیتے ہین کہ ؎ اے

زد پنجۂ خورشید گریبان سحر چاک ✤ از رنگ شفق غرق بخون پیکر افلاک ✤ آن سرور دین سبط نبی
شہ لولاک ✤ افتاد تنش بی کفن و سر بسر خاک ✤ آن سر کہ سر عالم و ہم عالمیانست ✤ ہیہات
کہ حالا بسر نیزہ روانست ✤ انصاریہ تا شام چگویم کہ چسان رفت ✤ تن زخمی و بر خاک طپان سر
بسنان رفت ✤ القصہ بناکامی و حسرت زجہان رفت ✤ مظلوم بکام دل اعدا بجنان رفت
مثل دگران راحت و آرام ندیدہ ✤ در دہر بجز محنت و آلام ندیدہ ✤ اب اوس سر نکتۂ
تقدیر اور مغز سخن کو جو بیشتر بیان ہو چکا ہی سمجھنا چاہیے کہ وعدۂ قطعی امت کا باوجود
اوسقدر اصرار اوس رحمت مجسم کے محض کسی روز کیواسطے اوٹھہ رہا تھا اگر اوسوقت وعدۂ مغفرت
تمام امت کا قطعاً ہو جاتا تا آج واسطے تعذیب اور انتقام اشرار کربلا کے اور صورت داوری حضرت
خاتون قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی کون تھی اور قرار داد داوریگاہ روز قیامت سے کے
بروز خاص عاشورا دہم محرم یوم جمعہ کون حاجت تھی فافہم او تدبر اسمین اور کئی حکمتین اور
مصلحتین الٰہی ظاہر ہوئین ادہر تو جمیع مراتب صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور خلت کے ختم ہوئے
اور شہادت اسکی ذیل مین خود حاصل ہی اور ادہر امتحان کمال محبت محبان اہلبیت کا اس اشک ریزی
اور ماتم داری سی بواقعی متصور کہ بدون جوش حرارت آتش محبت آبدیدہ ٹپکنا باختیار و ارادہ خود
ممکن نہین جیساکہ بیشتر مذکور ہو چکا ہی اور یہی محبت محض ایمان ہی اور محبت کی شان یہ ہے کہ محب کے غم سے
غم اور راحت سی راحت ہو پس غمکی پہچان اور محک امتحان تو اس دنیا مین اشک چشم ٹھہرا اور
راحت کی پہچان اور امتحان اس دنیا مین کیا ہو سکتا تھا کہ انسان بتصنع بھی خندان و بن سکتا ہی
اور اشک نکلنا بتصنع محال لہذا راحت کا امتحان عاقبت اور قیامت پر اوٹھہ رہا جیساکہ
اس دنیا مین رونا اور آنسو نکلنا بارادۂ خود ممکن نہین ویسا اوس روز حشر مین کہ ع اولو العزم را دل بلرزد ز ہول
شان اوسکی ہی ہنسنا اور خوش ہونا بارادۂ خود ممکن نہین کہ زہرہ آب ہوگا مگر یہ کہ جسوقت مومنین محبان
اہلبیت کو حال فلت اور خواری اور رسوائی اور عذابات اشرار کربلا اللہ تعالیٰ دکھا دیگا بی اختیار اوس عین تزلزل
معرکۂ حشر مین کمال محبت اہلبیت سی ہنس پڑین گی پس یہی خوش ہونا اوسوقت کا مایۂ کمال امتحان محبت کا

قبل اوسکی رسولان یا ہیہ کہ اگر مثل رسولانِ ماضی کے وفات پاوی یا قتل کیا جاوے اب یہان یہ نکتہ صریح تر ملاحظہ ہو کہ موت کی لفظ پیشتر ہے اور قتل کی لفظ بعد ہے یہ گویا کنایہ صریح ہی معرکۂ کربلا کا کہ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشتر واقع ہوگی کما وقع اور قتل شہادت بعد اسکے جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا اسی کنایہ بلیغ سی بصراحت ثابت ہی کہ درحقیقت یہ شہادت معرکۂ کربلا شہادت خاص جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین واضح تر لکھا ہے آب یہ نکتہ ملاحظہ ہو کہ کلام اللہ مین لفظ مَاتَ پیشتر ہے اور قُتِلَ بعد ہے ان دونون لفظون کی ترتیب قبل و بعد مطابق واقع کی کیا حاجت فقط لفظ مَاتَ کافی تھی پس اگر یہی قتل شہادت معرکۂ کربلا لفظ قُتِلَ سے مراد نہ لی جاوے بارے یہ لفظ کلام اللہ مین زائد اور بے معنی اور خلاف واقع بیکار ٹھہرتی ہے فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ اور اس قتل شہادت کا بیان جو معرکۂ کربلا مین خاتمۂ آل عبا پر ختم ہوئی ہے مرثیہ و ہکبی مین خامہ اس سیہ نامہ سے یون برآمد ہوا ہے کہ ؎ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ❊ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار تنہا بمیان آن خلفِ حیدر کرار ❊ بی مونس و بی ہمدم و بی یاور و بی یار ❊ از نقش گریبان بمقامی کہ نشان شد ❊ آنجا بچسان خنجر بیدادر روان شد ❊ آنکس کہ بود ابن شہِ ساقیٔ کوثر ❊ آنکس کہ بود مردمک دیدۂ حیدر ❊ آنکس کہ بود لختِ دلِ فاطمہ اطہر ❊ آنکس کہ بود جان و دل و روح پیمبر ❊ آن شخص گرفتار بلیات حسین ست ❊ در کرب و بلا مورد آفات حسین ست ❊ آن سینۂ گنجینہ اسرار الٰہی اکنون شدہ گنج الم نامتناہی ❊ آن سر کہ سرافراز بود افسر شاہی ❊ آن جسم مطہر بچنین رنج و تباہی ز سر بسر خاک طپان وای مصیبت ❊ وان سر بسر نوکِ سنان وای مصیبت ❊ آنکس کہ مجسم ہمہ تن نور خدا بود آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود ❊ در سایۂ لطف و کرمش ارض و سما بود ❊ کی سایۂ جسمش بسر خاک روا بود ❊ چون سایہ فتادہ بزمین خرد تنش آہ ❊ نی سایہ میسر شدہ و نی کفنش آہ ❊ خورشید ہدایت ز نظر چونکہ نہان شد از ماتم او تیرہ و تاریک جہان شد ❊ جن و بشر و روح و ملک نوحہ زنان شد ❊ کونین پر از غلغلہ یا لہفیان شد ❊ آثار قیامت بجہان در ہمہ پیدا ست ❊ از شور یکا یُنفَخُ فِی الصُّور ہویدا ست ❊

یا قلم ٭٭ دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان ٭ امت مذنب بود ہذا ورب او غفور ٭ چون ندا آمد کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمُ این را چنان ٭ پس رقم زد خامۂ قدرت معاً این حکم را ٭ کے میسر شد چنین نعمت بدیگر مرسلان ٭ توبۂ آدم ز استشفاع نورش شد قبول ٭ شد نجات نوح از طوفان ز نامش در زمان ×٭

صحت اس مضمون کی حدیث صحیح سے بغایت تواتر سے محتاج بیان نہین معہذا بالاتفاق بتواتر ثابت ہے کہ ہنگام وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت منتظر اجازت کے آستانہ مبارک پر کھڑے ہین اور آپ بانتظار جبرئیل علیہ السلام حکم قبض روح کا نہین فرماتے ہین اور حضرت جبرئیل ع بار بار اگر مژدۂ انتظار اور محو نثار حوران بہشتی اور آراستگی بہشت اور پیامات طلب جناب باری عز اسمہ بکمال انتظار بلکہ اشتیاق لاتے ہین اور طرح طرح کی خوشخبریان سناتے ہین مگر آپ ہر مرتبہ وعدۂ شفاعت اور مغفرت تمام امت مرحومہ کا چاہتے ہین اور ہر مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اوسکے جواب مین مژدہ ہای مغفرت امت کثیر بقید تعداد کثیرہ لاتے ہین مگر آپ ہرگز نہین راضی ہوتے ہین اور ہر مرتبہ بار بار یہی جبرئیل امین سے فرماتے ہین کہ مقدار معین کی قید کیسی ایک حرف کافی ہے کہ سب تمام وکمال اُمت مذنب کی مغفرت کا یکبارگی قطعاً حکم اور وعدہ ہوجاوے مگر باایںہمہ اصرار اور مواعید ازلی حکم مغفرت کلیۂ امت کا نہ ہوا تا اینکہ آخر کار بعد اصرار بسیار وآمد وشد بار بار حضرت جبرئیل امین یہ آیہ مجمل اور جامع اور مانع لائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی قریب تر ہے کہ عطا کریگا پروردگار تیرا پس راضی ہوگا تو یعنی جسمین تو راضی ہوگا وہ کریگا اب ملاحظہ ہو کہ بعد اسقدر اصرار اور قیل وقال بسیار کے یہ وعدہ مبہم آیا اور کلیہ حکم قطعی واسطے تمام تر امت کی نہ آیا تا اینکہ آنحضرت فی اسی وعدہ اخیر ربک فترضی پر راضی ہوکر اجازت حضوری اور قبض روح کی حضرت عزرائیل ع کو فرمائی جسکا بیان مرثیہ شہدا وہی مین خامۂ کاتب سے یون برآمد ہوا ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آورد چو جبرئیل أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ خبر از محکم تنزیل × از ذَائِقَةُ الْمَوْتِ خبر داد بہ تعجیل × آمد بجناب بش ملک الموت بہ تقبیل ٭ حاصل چو اجازت ز رسول دوجہان شد ٭ پس معنی حرف أَفَإِنْ مَاتَ عیان شد ٭ کما قال عز وجل وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ الخ یعنی نہین ہے محمد مگر رسول ہر آئینہ گذرے

تمام مذکور ہی اور بیچ شرح و بیان اسی روز قیامت کی تمام کلام اللہ لبریز ہی اور واسطے افہام عام کے خامۂ کاتب سی مرثیہ وہی مین یون ادا ہوا ہی ؎ وقتیکہ بیک نیزہ رسد مہر درخشان ٭ وقتیکہ اولوالعزم بود مضطر و حیران ٭ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ٭ وقتیکہ پدر شد ز پسر نیز گریزان ٭ وقتیکہ شود زیر و زبر عالمِ امکان ٭ وقتیکہ ز انسان متنفر بود انسان ٭ آنوقت کجا تابِ سخن نوعِ لبشر را ٭ جز آنکہ دہد در رہِ حق لختِ جگر را ٭ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان ٭ آنکس کہ فدا شد برہِ حق بدل و جان آنکس ہمہ تن غرق بخون با دلِ بریان ٭ پیراہن پر خون بکفِ والدۂ آن ٭ خواہد چو باین شکل بمحشر ز خداداد یا بد بیقین سبط پیمبر ز خداداد ٭ آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت ٭ از حضرت حق مغفرتِ جملۂ امت مارا ز گنہ سوی زمین روی ندامت ٭ و ز ازکرم دست دعا بہر شفاعت ٭ ہر یک ز بر خویش براند بچپان وقت او امت من گفتہ بخواند بچپان وقت

بیان سرِ نازک و نکتۂ باریک کہ درینمقام ست

اب یہان سی ایک سرِّ نازک و نکتۂ باریک اور سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ایسے رحمۃ للعالمین کو محض واسطے شفاعت اور رحمت عام کے ہمہ تن رحمت مجسم ازل سی پیدا کیا اور حکم عام بھی واسطے رحمت عام کے فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اجازت مین بھی واسطے شفاعت کے استثنا فرمایا کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور اس امت کو ازل سی امت مرحومہ لقب دیکر خامۂ قدرت کو حکم فرمایا کہ اُكْتُبْ يَا قَلَمُ قلم نے چاہا کہ اس امت مرحومہ کو بھی مثل امم انبیاء سابقین تحریر کرے کہ سب گنہگار دوزخ مین اور بیگناہ بہشت مین جاوینگے یکبارگی آواز غضبناک بہ ہیبت تمام آئی کہ تَاَدَّبْ يَا قَلَمُ تَاَدَّبْ يَا قَلَمُ یعنے ادب کر ای قلم ادب کر ای قلم ملاحظہ ہو کہ لفظ تادب آئی تو توقف و تامل کی نہ آئی یہانتک کہ اس ہیبت سی قلم شق ہوگیا کہ شگاف قلم اوسیکی علامت بیان کرتے ہین آخر بعد ہزار سال کے پھر صانع قدرت نے قلم کو پیدا کیا اور پھر حکم لکھنے کا فرمایا قلم اس مقام مین آکر ٹھہر گیا اور خوف الٰہی سے کانپنے لگا کہ امت مرحومہ کے حق مین کیا لکھے کہ یکبارگی حکم ہوا اُكْتُبْ يَا قَلَمُ اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی لکھ ای قلم کہ امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہی ؎ بعد تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شد ٭ تا جزای امتش سازد رقم چون دیگران ٭ صیحہ از قہر حق آمد تادب

ہوجاوینگے جیساکہ اللہ تعالی جلشانہ فرماتاہی اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اور دوست جانی آپسمین دشمن جانی ہوکر حسرت سی کہینگے کہ کاش ہم فلانے شخص سی دوستی نکرتے جیساکہ اللہ تعالی فرماتاہی یَا وَیْلَتَیٰ لَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا الخ فقط آوس ایک درجہ رحمت عام کے سلب ہونے سے یہ حال تمام خلائق کا ہوگا یہانتک کہ انبیا کوبھی اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی کہ بحال خود مضطر ہوکر نَفْسِیْ نَفْسِیْ کہینگے آوسوقت مین وہ سو درجہ رحمت تمام وکمال مجسم ہوکر جیسا مذکور ہوچکا ہے مقام محمود مین اور مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ کے جلوہ فرماہوکر محو شفاعت ہوگا اوسوقت سخت مین اپنی ذات خاص کیواسطے کچہ پروانکرے گے اور اپنے نفس کو امت پر فدا کرکے اُمتی اُمتی کہتاہوگا اسی مقام سی اللہ تعالی خبر دیتاہی کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ اسطرف تو یہ شفاعت اور رحمت عام کا سامان ہوگاکہ دفعۃً درمیان عرصۂ قیامت کے منادی ندا کریگاکہ یَا اَیُّهَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ کُلُّهُمْ اَجْمَعِیْنَ طَ قُوْا طَرِقُوْا اَحْجِبُوْا اَعْیُنَکُمْ الخ یعنی ای تمام انس وجن ہٹو ہٹو راہ چھوڑدو اور چھپاؤ اپنی آنکھین کہ حضرت خاتون قیامت صلوٰۃ اللہ علی ابیہا وعلیہا تشریف لاتی ہین اوسوقت کا حال خیال کیا جاوی کہ کیا عالم ہوگا پس قیامت اسی کانام ہی کہ محض ایسی داوری کیواسطے یہ روز خاص قیامت کا قرار پایاہی حضرت خاتون قیامت کا محکمۂ قضا وقدر مین واسطے داوری کے قیام فرمانا اسیکانام قیامت ہی ع کہ برپاشدہ است از قیامت قیامت + اور وجہ تسمیہ خاتون قیامت کی بھی یہی ہی کہ گفتہ شد سہ زین حادثہ پیداشدہ مضمون قیامت + اور دقیامت غم خاتون قیامت + اب انصاف کے امعان نظر سی ملاحظہ ہوکہ درحقیقت روز قیامت وہی تھا جو کربلا مین روز جمعۂ عاشورای محرم مین گذرگیا اسی داوری اور روبکاری کیواسطے جو روز خاص موعود تھا اوسکا بھی یہی نام قرار پایا اور یہ خود معلوم اور متفق علیہ ہی اور مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ حدیث صحیح سی رسالۂ قیامت مین لکھتی ہین کہ دہم محرم عاشورا روز جمعہ کو روز محشر واقع ہوگا اس نظر سی بھی یہی روز واقعۂ کربلا اصل روز قیامت کا ثابت ہوتاہی کہ روز محشر اسی کی فرع ہی اور اسی رسالۂ قیامت مین حضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ عرصۂ عرصات مین تشریف لانا اور سب اہل عرصات کا آنکھ چھپانا بصراحت

شعر بمضمون وہمی ہے ولی چو غم ہمہ عالم ست او غمخوار ؎ بدون غم نتوان بود غمخور عالم ؎ اب اسکو لحاظ کرنا
چاہیے کہ ابتدای خلقت آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر اور عظیم تر صفحۂ گیتی پر معرکہ کربلا سے زیادہ واقع نہین ہوا
اور نہ آیندہ ہوا روز قیامت کی ایسے سانحہ عظیم کی خبر ہے سو وہ روز قیامت بھی محض واسطے تدارک
اور داد رسی اسی معرکہ کربلا کے موعود اور مخصوص ہے ؎ این انتقام گر نہ فتادے بروز حشر ؎ با این
عمل معاملۂ دہر چون شدی ؎ یَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ صفت اور شان اوس روز خاص
کی ہے اور ظالمین سے اشقیای خاص معرکہ کربلا مراد ہین جسکا شرح و بیان آیندہ انشاء اللہ تعالی بتصریح و
تنصیص آیات قرآنی آتا ہے اور اوس روز مین وہ احکم الحاکمین قاضی حشر حاکم محکمۂ قضا و قدر بتمام عظمت و
جبروت بذات واحد حکم فرما ہوگا کہ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ بیان
اوسکا ہے اوسوقت مین کہ وہ رحمۃ للعالمین بحکم استثنای اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور بپاس وعدہ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى بمقاد عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور بر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ کے جلوہ فرما ہوکر تمام و کمال سو درجہ رحمت الہی سے مجسم ہوکر ہمہ تن
محو شفاعت ہوگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ
يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی واسطے اللہ کے سو درجہ رحمت کے
ہین اون سو درجون سے ایک درجہ تمام ذوی الارواح متحرک بالارادہ کو مرحمت ہوا کہ جو
باعث پرورش اولاد و بچگان تمام مخلوقات اور عشق مجازی کا ہے اور ننانوے ۹۹ درجہ
باقی واسطے روز قیامت کی ہین فقط اور یہ ثابت ہی کہ یہ ایک درجہ رحمت اور محبت کا
بھی روز قیامت مین سب سلب ہوکر اونھین ننانوے ۹۹ درجون مین شامل ہوکر پوری سو ۱۰۰ درجہ
کامل ہوجاوین گے اوسوقت بسبب سلب ہوجانے اوس ایک درجہ رحمت کی برادر برادر سے
اور پسر پدر سے اور مادر دختر سے جدا ہوکر آپسمین اسقدر دشمن یکدیگر ہوکر نفرت کرینگے کہ اللہ تعالی
خبر دیتا ہی يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ الخ یہانتک کہ عشاق
مجازی مثل لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور وامق و عذرا بھی معشوقون سے نفرت کرینگے بلکہ دشمن یکدیگر

اخروی ہی اسصورتمین اس بکا اور گریۂ اشک ریز کا مرتبہ دیکھنا اور سمجھنا چاہئیے اور یہ ماتم عام ازلی ایسا
نہین کہ کوئی اس سے خالی ہو چونکہ امتحان کمال محبت اشک چشم سی ہے اور محبت عین ایمان اور
صفت کمال ایمان کی نسبت یُؤمِنُونَ بِالْغَيْبِ سر صفحۂ کلام اللہ سی منصوص ہی اور تخصیص اور
تنزیل اس کتاب الٰہی کی محض واسطے ہدایت یومنون بالغیب کے مفہوم معنی آیہ سر صفحۂ کلام اللہ سے
صریح تر ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ الخ اور ایمان محض محبت اور محبت کی شناخت
اور امتحان اشک چشم ہے اور یہی اشک چشم دلیل ماتم اور غم والم ہے اس نظر سی اندکے باشعار
نظر ملاحظہ درکار ہے کہ تمام سراپاے کلام اللہ سی کنایہ غم والم کا ہویدا ہی تمہید مضمون غم و
الم بطرز شاعرانہ ۔ چہ ماتم ست کہ با مصحف آمدہ توام ٭ سیاہ پوش بود حرف حرف نیز ماتم ×
الم شد از سر قرآن علم اَلَمْ نَعْلَمْ ٭ کہ ہست حرف الف لام میم شکل اَلَمْ ٭ مگر کنایہ بلفظ اَلَمْ نمی بینے ×
بخواندن ست جدا در نوشتن ست بہم ٭ چنان نمود سر آیت الم بلفظ اَلَمْ ٭ کہ حرف حرف بخواندن جدا
شدہ ہست از ہم ٭ مگر ز روز ازل شد عَلَمْ نشانِ اَلَمْ ٭ کہ این چنین بسرِ لوح گشت جَفَّ قَلَم ٭ بود بذکر
شہادت براعت استہلال ٭ مقدم آمدہ این حرف در کلامِ قدم ٭ سواد مردمک دیدہ نقطہ شد بر عین ٭ کہ
عین سورۂ غم شد ز نقطہ صورت غم ٭ غم والم ہمہ قرآن بود ز سر تا پا ٭ اَلَمْ بہ اول و آخر غم ست سورۂ غم ×
کہ پارہ پارہ ز غم مصحف ست سی پارہ ٭ ببین درو وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ہست رقم ٭ اَلَمْ بہ اول قرآن خبر
دہد ز ازل ٭ غم از ابد خبر آمد ز آخرش بہم ٭ ازل ابد ہمہ را در گرفت این ماتم ٭ چہ جن و انس چہ روح و ملک چہ لوح و قلم ×
فلک بہ نیل قبا ز دو زمین بخاک طپان × تب از حرارت غم کرد مہر اعظم ٭ نجوم دیدۂ حیران قمر بخسف و محاق × بگریہ ابر و
شفق غرق خون ملک بہ ندم ٭ کشیدہ ہست ز شب چادر سیہ برسر ٭ اسیر روز سیاہ ہست روز روشن ہم × ز آیۂ
لَهُمُ اللَّيْلُ آیتی ز غم ہست ٭ شدہ ہست نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ بسکہ اہم ٭ ہنوز زلزلہ آید چو بار ہا بزمین ٭
ز غم بلرزہ در آیند خفتگانِ عدم ٭ کدام چشم کزین غم ہمیشہ گریان نیست ٭ بدیدۂ گل خندان ہم اشک از شبنم
ز معنیِ وَجِلَتْ رقتِ قلوب بدان ٭ ہم از تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ اشک دیدہ نم ٭ بقا متست الف لام میم
زلف و دہن ٭ مجسم ست الم صورتِ بنی آدم × غم حسین چو در ہر دو عالمست تمام × بری بود فقط از غم اگر چہ ذاتِ قدم ×

اور حدیث صحیح مین یون وارد ہی قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِھِمْ فِی مَحَبَّتِی اب اس محبت کا امتحان ضرور ہوا کہ فقط زبانی معتبر نہین پس محک امتحان محبت حبیب خدا یہ ہی کہ اوسکی اہلبیت کی غم سی غم ہو اور راحت سی راحت ہو پس راحت کا امتحان تو عاقبت پر اوٹھہ رہا کہ اوسکا بیان از روی نص قرآنی بجای خود مذکور ہو گا مگر اس دنیا مین اسی غم پر امتحان ہی اور غم کی علامت عالم ظاہر مین رونا ہی اور رونیکا اعتبار اشک ریزی سے ہی اور اشک ریزی بدون جوش خون دل بارادہ واختیار خود ممکن نہین اور جوش خون دل بدون حرارت آتش محبت محال کہ اسکی اصل اصل حقیقت اور شبیہ بعینہ ہو بہو یہ ہی **بیان ماہیت و حقیقت اشک چشم** اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ اشک چشم کی بعینہ یہ صورت ہی کہ جیسا دیگ مین کوئی رقیق شی سیال کسی رنگ کی بھری جائی اور اوسکو دیگدان پر رکھکر سرپوش سی بند کیا جاوے اور نیچے اوسکے آنچ ہو جب حرارت آتش سی اجزای سیال اندر سی جوش کھاتے ہین اوسکے بخارات اوٹھکر سرپوش تک پہونچتی ہین وہی قطرہ قطرہ شفاف پانی ہو کر ٹپکتی ہین جیسا دیگ بھبکے عرق کش کی صورت متعارف ہی اب بعینہ دیگ سینہ اور کاسہ سر اور خانہ چشم اور قطرات اشک کی صورت اسیطرح سی ملاحظہ ہو کہ جبتک آتش محبت اہلبیت سے خون دل دیگ سینہ مین جوش نہین کھاتا ممکن نہین کہ سرپوش کاسۂ سر سی بخارات خون دل خانہ چشم سی پانی ہو کر قطرہ قطرہ ٹپکے اور بدون جوش حرارت آتش محبت کے ممکن نہین کہ بقصد اور تصنع آنکھون سی آنسو نکل سکے پس شہدای معرکۂ کربلا نے تو خون بدنکا دیکھا دیکھی گرایا تھا اور یہ سامع وفور جوش محبت سی خون دل کا بن دیکھے فقط سُننے سی گراتا ہے وہان روبرو سامنی تھا اور یہان غیبت مین بعد سالہای دراز سے اس صورت مین ملاحظہ ہو کہ کسقدر اس محبت غائبانہ کو ترجیح ہی اسیواسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی شان مین سر صفحۂ کتاب اللہ گواہی دیتا ہی کہ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جب بنای اصل مادہ اشک چشم کی یہ محبت ثابت ہوئی پس لامحالہ ماتم اہلبیت مین گریہ اور بکا کرنا منتہاے دلیل محبت ہی اور یہی محبت عین ایمان مایۂ نجات و اجر

کربلا بلکہ غالب تر رکھتا ہے اس وفور اجر و ثواب مین جو بشارات اور اخبار متواترہ بالاتفاق منقول
ہین خود ظاہر اور معلوم ہی محتاج بیان نہین آب ایک دلیل ظاہر عقلی اور بدیہی وجہ موجہ ملاحظ ہو کہ
مدار نجات اخروی اور اجر و ثواب کا ایمان پر موقوف ہی اور ایمان بدون امتحان کامل متصور نہین اور
بدون ایمان کسی عمل صالح کا اجر و ثواب ہرگز مترتب نہین ہوسکتا اور ایمان کو اللہ تعالی نے اپنی
محبت پر منحصر فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کی پیروی اور
تبعیت پر منحصر فرمایا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور اپنے حبیب کی محبت کو
محبت اہلبیت اور ذوی القربی پر منحصر فرمایا ہی قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
اور ذوی القربی سی وہ اہلبیت اور آلِ عبا مخصوص مراد ہین کہ جنکی واسطے آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ نازل
ہوئی ہی کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا اور آل عبا
کی تخصیص آیہ مباہلہ سی ظاہر ہی قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ
ثُمَّ نَبْتَہِلْ الخ اور انہین اہلبیت اور آلِ عبا کی محبت محض ایمان ہی کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ اور ان
اہلبیت اور آلِ عبا مین جو خاص تر اور قریب تر ہین تمام آفات اور بلیات اور مصائب اور امتحانات سخت تر
انھین اشخاص خاص کیواسطے خاص ہین کہ ذکر ہر ایک کا بقید نام مرثیہ وہبی مین یون مذکور ہی ؎ ہر چند بلا آمدہ
از حکم الٰہی ٭ ہریک ز نبی دید غم نامتناہی ٭ چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ٭ گردید عوض ہم ہمین دلکماہی
باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ٭ تا زیست بآسایش و آرام بسر شد ٭ لیکن ہمہ درد و الم و رنج و مصیبت
ظلم و ستم و جور و جفا محنت و شدت ٭ آفات و بلیات و تکالیف و اذیت ٭ آشوب و بلا بیکسی و
غربت و کربت ٭ اینہا ہمہ ختم ست برین پنجتن پاک ٭ زہرا و علی و حسنین و شہ لولاک ٭ چون خاتمۂ پنجتن پاک
حسین ست ٭ جزو بدن صاحب لولاک حسین ست ٭ در مرتبہ بالا تر از ادراک حسین ست ٭ زان مورد
ہر گردش افلاک حسین ست ٭ از نوع بشر مرتبہ اش بسکہ فزونست ٭ آفات ہم از بہر وی از حصر فزونست
پس جس صورت مین انھین اہلبیت کی محبت عین ایمان ہوئی اور یہی محبت آخر کار مایۂ تقویت و تکمیل
ایمان ہو کر اللہ کی محبت تک منتہی ہوئی جیسا کہ منصوص ہے اور اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

معلوم ہووے اوسکا مہمل چھوڑنا اس بنۂ کمترین محمد ظہیر الدین کو مناسب نہ معلوم ہوا اسواسطے
اس کتاب کا نام ہی اسرار کربلا اسم بامسمی معلوم ہوا اور اخبار ایسی سانحہ اعظم کے آیات کلام اللہ سے بنصوص
متواترہ ثابت کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اور پھر وارد ہے کہ
كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور پھر آیا ہی کہ لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور پھر فرماتا ہی کہ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ خصوصا بیان جمیع مصائب
ظاہری اور باطنی اس تصریح سے وارد ہی کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور خود ظاہر او صریح ہی کہ جمیع اخبار آیندہ اور سوانح پیشین کا ماخذ
کلام اللہ ہی اور سب احادیث نبوی اوسکی تفسیر مین اور بیان تمامتر مصائب ظاہری اور باطنی کلام اللہ مین ہونا
اس تصریح سے منصوص ہی اور سانحہ کربلا سے زیادہ کوئی مصیبت اعظم صفحہ ہستی پر واقع نہین ہوئی پھر
اسکی خبر کلام اللہ مین نہونا کچہ معنی نہین رکھتا ہی مگر یہ کہ بسبب کثرت اعلان اور وفور ماتم اور بیقراری کے
کمترکسیکو اس طرف توجہ ہوئی کہ اس سانحۂ اعظم کو آیات قرآنی سے استنباط کرکے تحریر کرے اور کتاب الجواہر فی
جو بقدر اپنے حصہ ادراک کے ابتداے مصائب حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر معرکہ کربلا
حکایات مصائب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو آیات کلام اللہ سے استخراج کرکے مرثیہ ہی
مین بصورت موزون لکھا ہی اور بعض آیات کلام اللہ محض بتائید وہبی بلا تحریف و تغییر موزون
ہو گئے ہین بسبب رعایت وزن وقافیہ اور اختصار کے اداے مضامین خاطر خواہ جیسا چاہیے
کب ہو سکتا تھا لہذا اس طرح صاف صاف اردو عام فہم مین لکھنا مناسب تر معلوم ہوا کہ
شاعری اور لفاظی اور زور آزمائی اور قافیہ پیمائی اور رنگین بیانی اور ہی اور بیان جان سخن اور
نفس مطلب اور ہی کہ اداے مطلب واقعی ہرگز اس قافیہ پیمائی اور شاعری سے بخوبی نہین ہو سکتا
لہذا بالفعل کہ بناے سخن گریہ ماتم امام علیہ السلام سے ہے لاجرم اسکا بیان مقدم ہوا بیان

سر نکتہ قدرت الہی کہ در گریہ و بکا بماتم امام علیہ السلام مستترست فانظر

اب جاننا چاہیے کہ ماتم امام علیہ السلام مین رونا اور اشک بہانا بالاتفاق اجر عظیم برابر شہداے

آزندبسی زائد و موضوع روایت ٭ ناگفته سخن به که در وہست اہانت ٭ آیدنه بگر گریه برین راست حکایت ٭
برراست نگرید اگر از ماتمیان کس ٭ بر کذب و غلط کے متأثر شود آن کس ٭

بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا
تا سرّ نکته چیست به اسرار کربلا

ایها الناس بعد حمد و صلوۃ بگوش دل اور چشم بصیرت ملاحظه درکار ہے کہ این معرکه کرب و بلا بهر چه بوده ہست ٭ خونریزی شاهِ شهدا بهر چه بوده ہست ٭ این محض پی مغفرتِ ماتمیانست ٭ بی شبهه پی مصلحتِ ماتمیانست ٭ مقصودِ خدا مرحمتِ ماتمیانست ٭ بنگر که جهان منزلتِ ماتمیانست صد حیف که با اینهمه در ماتمِ شبیر ٭ یکقطره از دیده چکد در غمِ شبیر ٭ در ماتمِ شبیر نباشید چو گریان ٭ پس گریه توان کرد بر احوالِ شمایان ٭ آنکس که چنان بیکس و تنها بیابان ٭ از بهر شما کشته شود با دل بریان ٭ در ماتم او گریه نآید غضب ست این ٭ ای ماتمیان بس عجبست این عجبست این ٭ آب معلوم کرنا چاہیے کہ سانحہ عظیم کربلا ایسا نہین کہ کسی جن و انس روح و ملک پر مخفی ہوا اسکو کوئی کہانتک بیان کرسکتا ہے تا چرخ سفله بود خطای چنین نکرد ٭ بر ہیچ آفریده جفای چنین نکرد ٭ چونکہ سانحہ سوا حد اور اسکا ذکر و بیان قبل از وقوع اخبار اور احادیث اور اقوال صحیحہ سی جدا اور بعد الوقوع ہزاران ہزار مرثیہ اور تصانیف کتب متقدمین اور متاخرین سی جدا اور اسی طرح سی الی غیر النهایت تا روز قیامت یہ ماتم ایسا نہین کہ منتہی ہو بلکہ روز قیامت کا خاص اسی داوری اور انتقام کیواسطے قرار پایا ہے چنانچہ آئندہ شرح و بیان اسکا واضح تر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی ؎ این انتقام گر نه فتادی بروز حشر ٭ با این عمل معامله دہر چون شدی ٭ پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ سانحہ ایک فقط اپنی اپنے بیان کا فرق ہے سلف سے ابتک ہزارون آدمی فقط بیان اسی ایک حال مین کیا کیا لفاظی اور طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہین اونسے زیادہ اور بہتر اور جدا کون لکھ سکتا ہے چنانچہ خاکسار کاتب سے بھی اکثر مرثیہ ہندی فارسی تلمیع اور ترصیع آیات قرآنی برسم متعارف بارادہ خود اور بعض بحکم ذہنی ادا ہو چکے ہین لہذا اب بطرز متعارف لکھنا تحصیل حاصل اور تکرار مکرر معلوم ہوئی لاجرم بعض اسرار اور عجائب نکات قدرت و حکمت الہی جو اس معرکہ کربلا مین از روی آیات اور اخبار قرآنی صحیح تر

کو بھی ملاحظہ کرنا شرط ہی کہ یہ شبہات حیرت افزا معاذ اللہ مقام انکار مین نہین بیان کی گئی ایسے شبہات اور ترددات صحیح کہ مایۂ حیرت عقلا اور باعث انکار منکرین ہین محض واسطے دفع کرنیکے بیان کرنا ضرورتر ہوا کہ ہر مومن اور محب اہلبیت کے دلمین البتہ اس قسم کے شبہے اور ترددات اور تحیرات واقع ہونا لوازم محبت سے ہے اور کس طرح حیرت نہوے برآلِ نبی ہجوم مصائب غضب است این زین غصہ اگر عرش نلرزد عجب است این + لہذا اوسکا دفع کرنا ضرورتر ہوا تا مایۂ اطمینان اور تقویت ایمان مومنین بواقعی ہو اور منکرین کو بھی مجال انکار باقی نرہے اور حجت الزامی ہاتھ نہ آئے

سبب تالیف کتاب اسرار کربلا

عمدہ ترین وجہ تالیف کتاب کی یہ ہے کہ سب مومنین محمدی اس ماتم عام مین بالاتفاق شریک غالب ہین اور اجر اس ماتم خاص کا جسقدر متفق علیہ منصوص ہی محتاج بیان نہین کہ عنقریب انشاءاللہ بیان کیا جاتا ہے پس واسطے جوش بکا کی بیان مصائب و مظلومی اور ابتلای اہلبیت رسالت اور بیان حکایات شہادت ناگزیر ہوتا ہی ایسی مضامین جو کسی منکر نبوت کی کان تک پہونچتی ہین اوسکو حجتہای انکاری اور الزامی روایات اور بیانات مومنین سی بہم پہونچتی ہین اور ثانی الحال ایسی حجتین انکاری زبان منکرین سی سنکر عقائد ایمان عوام ضعیف الایمان کو متزلزل کرکے عاجز جواب سی ہو کر باعث تبدیل دین محمدی ہو جاتی ہین کما ھو ظاہر پس اسصورت مین طرز بیان ایسا چاہئے کہ مضامین جوش بکا جو اصل علت غائی ہی کامل تر ہون اور منکرین معقول پسند کو دلائل موجہ عقلی سنکر گنجایش انکار اور حجت الزامی کی باقی نرہی اور سوای تسلیم کے چارہ نہو اور ساتہین ضعیف الایمان کی بھی ترددات اطمینان سی بدل ہو کر مقابلہ منکرین مین عجز جواب سی نہو اور ایمان کو قوت ہو جاوی اور مضامین بھی صحیح موجہ اور منصوص آیات قرآنی سے متفق علیہ فریقین ہون اور بمقابلہ نصوص قرآنی گنجایش اختلافات روایات بھی نرہی اور افراط و تفریط مضامین زوائد شاعرانہ اور دخل موسیقی مرثیہ خوانان زمانہ کہ خالی از بدعت غیر حسنہ نہین بھی باقی نرہی اور محض عبادت خالص اور ذکر خیر الاذکار تفکیرات قرآنی باقی رہ جاوی اور مفہوم معنی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ الخ صادق آوی کسواسطی کہ درمرثیہ اکثر شعرا از پی رقت

اس عذر ماتقدم کا ملاحظہ کرنا مقدم ہے ظاہر ہے کہ ابتدای عالم سے
تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر حیرت افزا معرکۂ کربلا سی زیادہ صفحۂ ہستی پر واقع نہین ہوا اس عجائب اسرار آلہی
مین عقل بشر حیران ہی سوای تعجب اور کمال حیرت کی کچھ سمجھ مین نہین آتا بقول مولانا محتشم ؎ کام یزید
دادہ از کشتن حسین * بنگر کرا بقتل کہ دل شاد کردہ * ہر چند کہ کتاب سر الشہادتین مین بہت اسرار
معرکۂ کربلا مرقوم ہین مگر پھر بھی جیسا چاہیے طبیعت سی دفع تردد نہین ہوتا جب کچھ اندک بھی تامل
کیا جاتا ہی بے اختیار دل پر گذرتا ہے کہ سوای مرتبۂ شہادت کی اور بھی کوئی سر عظیم مستتر ہی کہ شہادت کی
درجہ سی عظیم تر اور بلند تر ہی شہادت اسکا دون مرتبہ ہی کسواسطے کہ شہادت عام ہی اور یہ خاص
اتنا ہجوم بلیات اور آفات لوازم شہادت سی نہین پس ایسی عجائب اسرار آلہی فکر و غور بشری سی نہین
معلوم ہو سکتی کہ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَہۡفِ وَالرَّقِیۡمِ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا آیا ہے مگر یہ کہ بعلم
لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اوسی عالم السر والخفیات سی استمداد اور اوسی کے کلام سے
استدراک کیا جاوی اور ادراک بشری یہان قاصر ہے اس صورت مین ضرور تر ہوا کہ اول سب
مقامات حیرت اور استعجاب اور ترددات کے بتصریح تمام شرح کیئے جاوین بعد اسکے آیات
اور اخبار منصوصۂ قرآنی سے اور بدلائل موجہ معقولہ عاقل پسند رفع شبہات اور استعجاب
کیا جاوی کہ جسکو عقل بھی قبول کری اور تحیر اور استعجاب اور تردد لاحقہ بھی اطمینان سی بدل اور اطمینان
بدل ہوا ور منقول اور منصوص اور مستند بھی ہوتا واسطے رفع تردد اور مزید اطمینان قلوب مومنین کے
منقولات معتبرہ اور آیات منصوصہ مفید تر ہون اور جسکو منقولات اور منصوصات سی انکار ہو اوسکی
واسطے دلائل معقولہ اور موجہ عاقل پسند مایۂ اسکات ہون کہ گنجایش انکار اور لا نسلم کی باقی نرہی اور مومنین کو
بمقابلۂ انکار عجز جواب معقول سی نہو اور عوام ضعیف الایمان کو بسبب لا علمی اور مزید تحیر اور تردد کی لغزش لاحق نہو لہذا
بخدمت ملاحظہ کنندگان اور سامعین کے دست بستہ التماس ہی کہ اولاً مقامات حیرت افزا اور شبہات کو
ملاحظہ کر کے مؤلف کو مورد طعن اور الزام نفرماوین بلکہ اسرار اور نکات دافع شبہات کو بھی ملاحظہ فرمانا ضرور
ہے کہ فقط لفظ لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل اور اکتفا کرنا نہ چاہیے بلکہ اوسکی آگے لفظ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الذی امتحن قلوب المؤمنین ببلاءٍ حسنٍ بقوله ولیبلی المؤمنین منه بلاءً
حسناً وسبحان الذی اختصّ البلاء للولاء بقوله ولنبلونّکم حتّٰی نعلم المجاهدین منکم والصابرین
والحمد لله الذی عظّم البلاء علی قدر ایمان المبتلی بقوله وفی ذٰلکم بلاءٌ من ربّکم عظیم
ولا الٰه الا الله الذی شدّد البلاء علی الانبیاء بقوله ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا
زلزالاً شدیداً والله اکبر الذی ختم البلاء علی من ختم علیه الرسالة والنبوّة وجعل
فیه الایٰت البیّنات بقوله واٰتیناھم من الاٰیات ما فیه بلاءٌ مبین واستغفر الله الذی
جمع جمیع البلیّات علی حبیبه محمّد ن المصطفٰی صلّی الله علیه وسلّم واٰله واھله واھلبیته
وقرّة عینیه ابی محمّد ن الحسن وابی عبد الله الحسین صلواة الله وسلامه علیھم اجمعین
بقوله ولنبلونّکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات
ونشکر الله الذی اخفی الطافه الخفیّة فی خفاء البلاء وبشّر حبیبه بقوله وبشّر الصابرین
الذین اذا اصابتھم مصیبةٌ قالوا انّا لله وانّا الیه راجعون اولٰئک علیھم صلواتٌ من ربّھم
ورحمةٌ واولٰئک ھم المھتدون ط عذر ما تقدم اوّل قبل بیان اصل سخن کے

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ظاہر ہی کہ مؤلف کتاب اسرار کربلا نے بحکم لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِی كِتَابٍ مُبِين کُل سب واقعات معرکہ کربلا کو مضامین آیات قرآنی سے ہر ہر جزئیات مین ترتیب مطابق واقع تطبیق دیکر بقرائن اور دلائل عقلی اور نقلی ثابت کیا ہی حال آنکہ اون سب آیات قرآنی کا شان نزول اور ہی کہین کسی مفسر نے اون آیات کی شان نزول مین معرکہ کربلا سے مراد نہین لی ہی اس صورت مین مؤلف کتاب کا نزدیک تفسیر والون کے بظاہر مورد الزام اور اعتراض کا ہوسکتا ہی جیسا کہ بعد چھپ جانے اور مشہور ہوجانے نسخہ مطبوعہ اول کے اکثر صاحبون نے بجای خود اور بعضون نے بالمشافہ مؤلف کتاب کو الزام دیا اور کچہ عذر مؤلف کا نہ سُنا نہ انصاف کو کام فرمایا لہذا اس نسخہ مطبوعہ ثانی مین اسکا دفع دخل ضرور ہوا وہ دفع دخل اہل مطبع کی طرف سے یہ ہی کہ مؤلف کتاب نے کہین یہ نہین لکھا کہ ان آیات قرآنی کا شان نزول یہی معرکہ خاص کربلا ہی بلکہ از قبیل لطائف اور نکات اور بلاغت اور رموز و کنایات کلام اللہ کے بیان کیا ہی اور ہر جزئیات واقعات کربلا کو ترتیب قبل و بعد آیات قرآنی سے مطابق واقع کی تطبیق دی ہی یہ عین بیان بلاغت اور لطائف کلام اللہ ہی کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران ✦ کچہ معانی آیات کلام اللہ مین معاذ اللہ تاویل بی محل نہین کی کہ مورد الزام کیا جاوے فَضْلًا عَلَيْهِ کہ اوسکی نظیر اور سند قوی قول جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے از روی کتاب مسلم الثبوت نہج البلاغت کہ موافق شرح ملا حسین میبذی کی واضح تر لکھدی ہی کہ کتاب فواتح مین بیچ شرح قصائد مرتضوی کے ملا حسین علیہ الرحمہ صاف صاف لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سب واردات اور واقعات خاندان نبوت اور واقعات کربلا اور مآل کار بنی امیہ اور انجام کار اشرار اور اخیار کربلا کا علی الترتیب مضامین آیات سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ سے تطبیق دیتے تھے جیسا کہ سب بقید شرح آیات قرآنی اسی کتاب اسرار کربلا مین بجای خود مرقوم ہی حال آنکہ اون سب آیات کا بظاہر شان نزول اور ہی پس اسطرحکی مطابقت دینے مین معاذ اللہ کچہ کفر اور گناہ اور دخل بیجا آیات قرآنی مین پایا نہین جاتا بلکہ کمال بلاغت اور حسن بیانی اور معجزہ کلام اللہ کا پایا جاتا ہی پس یہی کلام معجز نظام جناب امیر علیہ السلام کا سند متمسک اسکی عذر مصنف اسرار کربلا کی کافی ہی فقط

تنہا بمیان آن خلفِ حیدر کرار ٭ بے مونس و بے ہمدم و بے یاور و بے یار ٭ از نقش گریبان بقامی کہ
نشان شد ٭ آنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ٭ آخر اور سب انبیا پر بھی ہزارون طرحکی مصیبتین اور
امتحانات سخت واقع ہوئی پھر بھی بعد تکمیل امتحانات قوی کر آخر کار مقابلہ کفار مین کیسی کیسی امداد
اور معجزات نمایان اور فتح اور نصرت اور غلبۂ انبیا کا اور ہزیمت فاش اور ہلاک کفار کا واقع ہوا ہی
محتاج بیان نہین فکیف گمان گذا کہ ہ کام یزید دادہ از کشتن حسین ٭ بنگر کہ قتیل کہ دلشاد کردہ
بعد اسکے اگر سب اشرار کربلا ملعون اور معذب بدی جہنمی ہوئی کب اس ظلم عظیم کی تلافی ہوسکتی ہے کہ
مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ علی العموم آیا ہی فقط پس ظاہر ہی کہ ایسی نکات اور اسرار
الٓہی سوای کتاب الٓہی کے اور کہا انسی معلوم ہوسکتے ہین اور سوای قرآن و حدیث کی معتبر اور مفید وثوق و
یقین کی کب ہوسکتی ہین اور جبتک ایسی اسرار سمجھہ مین نہ آوین اور دل پر نہ بیٹھین البتہ ہنگام غور و تامل
خالی از تردد اور حیرت نہین پس یہ سب اسرار حکمت اور مصلحت الٓہی اور سب بتفصیل حال کربلا کو بتصریح تمام
آیات کلام اللہ سے بترجمۂ زبان اردو عام فہم باختصار تمام نظم و نثر سلیس مین بیچ اس کتاب اسرار کربلا کے
ترتیب دیا ہی کہ لطف اوسکا ملاحظہ سے تعلق رکھتا ہی وہ سب تحیرات اور ترددات مذکورہ بالا اطمینان
سے بدل ہوتا ہی اور عقل سلیم انصاف پسند اوسکو تسلیم اور قبول کرتی ہے اور کسی طرح کا تردد اور
تحیر اور استعجاب باقی نہین رہتا اور کوئی مضمون خلاف عقل اور نقل کے نہین مگر جس طبائع
انصاف دشمن کو باوجود صراحت معانی آیات قرآنی کے شبہہ یا انکار یا اعتراض یا تردید ہے
اوسکا عذر ما تقدم اور ما تاخر اور دفع دخل خود اول آخر کتاب مین اہل مطبع نے لکھدیا ہے
يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا الخ ایسے شبہات مضامین آیات قرآنی مین سے ایک
زمرہ اسلام دین محمدی مین ۷۳ فرقہ ہوگئی کہ ابتک اختلاف باہمدیگر باقی ہی پھر اسکا جواب کیا ہی کہ خود اللہ فرماتا ہے
فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ
وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ
يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۵

الم کو کہ ظاہر ہی کس طرح مضامین خلاف واقع دماغی اور افراط و تفریط سے واسطے اظہار شاعری اور داد سخن کے بیان کرتے ہین کہ ذوالجناح نے یون کہا اور ذوالفقار نے یون کہا اور قضا و قدر یون بولی اور ملائک یون کہنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یون کہتی ہوئین فردوس سے آئین مظلوم حسینا کے تا واسطے رونے کے تمہید ہو گو ہزار طرح کی توہین اور بد ادبیان خلاف واقع ہون یہان اسیقدر بقول مولف کافی معلوم ہوتا ہی کہ ؎ اینکارہر کہ ساختہ لعنت برو بود ٭ ناگفتہ بہ سخن کہ اہانت درو بود حالانکہ مضامین راست اور بیان واقع واسطے رقت کے کیا کم ہین کہ معاذ اللہ ایسی مقام ادب مین خلاف واقع افترا کیا جاوے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ؎ در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت ٭ آرند بسی زاید و موضوع روایت ٭ ناگفتہ سخن کہ درو ہست اہانت ٭ آید نہ مگر گریہ برین راست حکایت ٭ بر راست نہ گرید اگر از ماتمیان کس ٭ بر کذب و غلط کی متاثر شود آنکس ٭ اور اسرار عجائب حیرت افزا اس سانحہ خاص مین یہ ہین کہ سب بحکم مشیت ایزدی واقع ہوا ہی کہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہانتک کہ تاریخ ۸ محرم سے چاہ پر آب خود بخود خیمگاہ کربلا سے غائب ہو گیا اور تمام لشکر جناب سید الشہدا علیہ السلام کا حسب صلاح دہی حضرت حر کے تمام شب روار و چلا گیا پھر صبح کو اوسی میدان کربلا مین کھڑا تھا پس اسکا فاعل عالم اسباب مین کون تھا پس ایسی ایسی مصیبتین ایک ایک ہو ہو کر نازل کرنے مین ایسی بیگناہ خیر الخلائق محبوب کی محبوب پر حکمت اور مصلحت اور اسرار الٰہی کیا تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بعد امتحان کامل کے اول آتش نمرودی سرد ہوئی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ دوسری مرتبہ جنود پشہ کی مدد پہونچی تیسری بار کارد ذبیح کند ہو گئی اور اوسپر بھی اکتفا نہو کر فدیہ جدا پہونچا کہ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور یہان باوجود امتحانات شدید کے بعد قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار کے ایکہزار نوسے پچاس زخم بھی آپکے جسم مبارک پر پہونچ چکے تھے اسپر بھی مگر امتحان کامل نہو چکا تھا کہ خنجر شمر ملعون کا مثل کارد ذبیح اسمعیل کند بھی نہوا اور فدیہ بھی نہ پہونچا پھر یہ کیسا امتحان تھا ؎ انصار و موالی و عزیزان مددگار ٭ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار

حلیہ کتاب اسرار کربلا مع مضمون دفع دخل کے

ظاہر ہی کہ ابتدای عالم و آدم سی تا ایندم کوئی سانحہ عظیم تر اور عجیب حیرت افزا معرکہ کربلا سی زیادہ وقوع مین
نہین گذرا ہے تا چرخ سفلہ پرور خطائی چنین نکرد + بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد + اور مایۂ کمال حیرت و استعجاب
اس سی زیادہ کیا ہوگا کہ ے کام یزید دادہ از کشتن حسین + بنگر کہ بقتل کہ دلشاد کردہ + اخبار اس واقعہ قیامت افزا
کی قبل از وقوع جسقدر کتب معتبرہ سی ثابت ہین محتاج بیان نہین بعد اس واقعہ کی کہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا ہی اب تک
کہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری ہین قریب بارہ سی ایکتیس ۱۲۳۱ برس گذرتی ہین ہزارون بلکہ لاکھون تصانیف نظم و نثر اور سلام اور مرثیہ
فقط بیان اسی ایک حال واقعہ کربلا مین تصنیف ہوتی چلی آتی ہین مگر کسی نی اب تک ایسی مضمون نمایان کو آیات کلام اللہ
سی استخراج اور تطبیق دیکر کمتر لکھا ہی جس حالت مین بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ
کوئی رطب و یابس خبر و کل کلام اللہ سی باہر نہو ممکن نہین کہ ایسی سانحہ اعظم اور مصائب عظما یان کی خبر کلام اللہ
مین نہو کہ خاص واسطی بیان جمیع مصائب عالم کی بالتخصیص وارد ہی کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ
یَسِیْرٌ پس جب علی العموم جمیع سب مصائب کا ذکر قبل الوقوع اس صراحت سی کلام اللہ مین ہونا
منصوص ہی پھر ایسی مصیبت عظمیٰ کا ذکر نہونا کیا معنی مگر یہ کہ بصراحت نام و مقام بقید شان نزول کھلا کھلا
بی پردہ نہو بلکہ برمز و کنایات ہو کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کہ اسرار درمیان دو ہمراز کاتب اور مکتوب الیہ کے
رمز و کنایات مین بیان ہوجاتی ہین کہ ارباب ظاہر نہین سمجھتی فقط معنی ظاہر جانتی ہین کہ ے میان عاشق و
معشوق رمزیست + کراماً کاتبین را ہم خبر نیست + اب جب بعد الوقوع اور شیوع عام کے وہ اسرار نہ رہا بلکہ
بسبب ناواقفی کی مایۂ حیرت اور تردد و استعجاب ارباب ظاہر کا اور مایۂ ضعف اور لغزش ایمان اکثر عوام
ضعیف الایمان کا معلوم ہوا اس نظر سی بقدر امداد فیض روح القدس تطبیق مضامین آیات قرآنی اور اسکی
شرح کردینا غالب ہے کہ نزدیک اہل انصاف کی داخل گناہ نہو اور سوای اسکے اکثر اسرار اور معاملات عجیب حیرت افزا
جو سانحہ کربلا مین ظاہر اور مستتر ہین اسکی بیان کیطرف بھی کمتر کسی نے خیال اور التفات کیا فقط ایک مضمون ماتم اور

E Srar Karbala

INDIAN INSTITUTE

بیان صورت قبولیت کتاب معظم اسرار کربلا

واللہ المستعان علی ما تصفون ط

یہہ کتاب معظم اسرار کربلا از بسکہ مقبول بارگاہ کبریا ہے اس سبب سے قبول خاطر تمام بندگان خدا کی ہے کہ
دو مرتبہ مین تین ہزار نسخہ چھپ چکی اور بسبب غایت پسندیدگی خاطر عالمیان مثل کاغذ زر کے سب
بندگان خدا بہزار عقیدت اور شغف خاطر دست بدست بنقد جان خرید لے گئے اور پہر شغف خاطر بندگان
خدا کا ایسا ہوا کہ سینکڑوں خطوط پے بہ پے اسکی طلب اور تمنا مین متواتر آئی کہ ناگزیر بار سوم پہر تین ہزار نسخہ
چھاپنا ضرور تر ہوا پس صورت قبولیت اس کتاب مقدس کی اسطرح معلوم ہوئی کہ اسکے صفحہ ۱۳ مین چند
اشعار تمہید غم والم کے بطرز شاعرانہ ہین کہ شعر اخیر اوسکا وہبی عالم قدس سے ہی صورت اسکی یہہ ہوئی
کہ مضمون بہت بلند حد غایت سے بڑہ گیا اور مصنف کا ناطقہ بند ہو کر خامہ دست دل سے گر پڑا تا اینکہ اوسی
خیاب سے جسکے بیان غم مین تمہید سخن تہی مدد پہونچی کہ ایک ایسا مضمون معلوم ہوا کہ وہ پیشتر از جانب جناب
امیر المومنین علیہ السلام مولانا محتشم علیہ الرحمتہ کو عطا ہو چکا تہا پس جبتک کہ شرح اوس مضمون عطیہ کبریٰ
کی بیان نہو گی لطف بیان اس کتاب کا ظاہر نہوگا پس برعایت اسی مضمون کے بہی نام اس کتاب کا

اسرار کربلا

اسم با مسمیٰ قرار پایا پس بنا اوس مضمون وہبی کی یہہ ہی کہ جب مولانا محتشم علیہ الرحمتہ کو فرزند جوان صالح
نے وفات پائی تب مولانا محتشم نے ماتم فرزند مین چند بند بطور مرثیہ کے لکہی کہ جسکا شعر آخر بند یہہ ہے ع
روا بود کہ تو در زیر خاک باشی و من ٭ سیاہ پوش شوم و بر سر کنم ز ماتم خاک ٭ چرا تو جامہ نکردی سیاہ در غم من ٭
چرا تو خاک نکردی بسر ز ماتم من ٭ مولانا لکہتے ہین کہ مین وہی شب کو زیارت جمال جہان آرای آنحضرت امیر علیہ السلام
سے مشرف ہوا کہ آپ فرماتے ہین ای محتشم ہمارے لخت جگر شہید دشت کربلا کی غم مین کوئی مرثیہ نہ کہا عرض کیا
کہ جو حکم ہو عین سعادت ہے ارشاد ہوا کہ ع باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ٭ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ٭
مولانا یہی شعر پڑہتے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی وزن پر غم حسین علیہ السلام مین چند بند لکہی کہ مشہور ہین تا اینکہ لکہتے
لکہتے اوسی تخمیس پر آئی کہ جسکا بیان ایجگہہ بسبب تنگی قرطاس پر گنجایش پذیر نہین لہذا صفحہ اخیر کتاب مین بدیدہ دل
ملاحظہ ہو کہ اوسکے ملاحظہ سے قبولیت اور ترقی اور ترجیح اس مضمون کی بہی اسرار کربلا کی معلوم ہوگی فقط
فانظر کیف کان کذا ذلک فضل اللہ

پس سوا استنا ہزارن سے بیشتر کاغذ کے قبولیت بسبب خاص کے ہمنے اسکا چہاپا بار ۳ سوم مطبع [illegible] خیابان [illegible]
[illegible]

باقی مفصل قبولیت کتاب کی آخر کتاب مین
ماہ جون سنہ [illegible]

Ásrār-ĕ-Karbalā.

16. 8. 14.

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.

Presented

by

Munshi Newul Kishore.